[illegible] دارالانوار
قادیان
Qadian

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

فاروق
قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ - [illegible] - عام خریداران [illegible] - ششماہی [illegible] - سہ ماہی [illegible]

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۲

دارالامان کی خبریں

(۱) ۱۴ جنوری - سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت نزلہ و کھانسی سے ایام زیر اشاعت میں ناساز رہی۔ کچھ حرارت بھی ہو جاتی تھی۔ آج کھانسی کی شکایت زیادہ ہے۔ حرارت نہیں۔ خطبہ جمعہ بھی آج حضور نے نہیں فرمایا۔ مکرم مولوی شیر علی صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ حضور کی صحت کے لئے بہت دعا کی جائے۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج گذشتہ ایام سے روبصحت ہے۔ درد سر متلی کی شکایت نہیں ہے۔ لیکن صحت کامل کے لئے بہت دعا کی ضرورت ہے۔ دعا کی جائے۔

(۳) ۱۹۳۹ء کی مجلس مشاورت کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایسٹر کی تعطیلات میں ۷-۸-۹ اپریل ۱۹۳۹ء کو منعقد کی جاوے۔ احباب مطلع رہیں۔

(۴) عیدگاہ کے مقدمہ میں مجسٹریٹ بہادر علاقہ کی عدالت میں سماعت ہو رہی ہے۔ ہماری طرف سے گواہان کی شہادت ہو رہی ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(۵) جن احباب کے ذمہ فاروق کا سن گذشتہ کا بقایا ہے۔ وہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۹ء تک ادا کر دیں۔ ورنہ اخبار ان کے نام سے بند کر دیا جائے گا۔ اور وصولی بقایا کی کوئی دوسری راہ اختیار کی جائیگی۔

جہاں مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامیں کا
مبارک ہو وہ یوسف بن کے خود بازار میں آئے

خدا تعالٰے کے فضل و احسان کا انسان کیا شکریہ ادا کر سکتا ہے۔ زبان قاصر ہے۔ اگر بدن کے ایک ایک ذرہ کو بھی زبان مل جائے۔ اور ایک ایک بال بھی زبان رکھتا ہو۔ اور ہزاروں سال کی عمر بھی حاصل کر لے۔ تب بھی خداوند جل و اعلٰی کے احسانوں اور نعمتوں کا شکریہ جیسا کہ حق ہے پورا نہیں ہو سکتا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کو سالانہ جلسہ پر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اخبارات کے متعلق عموماً اور "فاروق" کے بارے میں خصوصاً جو احباب کو ارشاد فرمایا ہے۔ اگر آپ جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوں گے۔ تو سن لیا ہو گا۔ اور جو دوست نہیں آ سکے۔ وہ اس تقریر کو انشاء اللہ اگلے پرچہ میں دیکھ لیں گے۔ حضور نے فاروق کے متعلق فرمایا کہ "پہلے اسکی قیمت پانچ روپیہ سالانہ تھی۔ مگر اب تین روپیہ کر دی گئی ہے۔ اور یہ کوئی زیادہ قیمت نہیں۔ ایک آنہ میں دوستوں کو ہر ہفتہ علاوہ دیگر مضامین اور خبروں کے میرا خطبہ جمعہ بھی اخبار فاروق کے ذریعہ مل جائیگا۔ جس کا پڑھنا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔ گذشتہ ایام میں میرے دل میں یہ تحریک اٹھی تھی۔ کہ تحریک جدید کا ایک پندرہ روزہ بلیٹن شائع ہوا کرے۔ مگر پھر مجھے خیال آیا۔ کہ ابھی تحریک جدید کے فنڈ پر یہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں۔ اور میں نے سوچا کہ اب فاروق اس سلسلہ میں مفید کام کر رہا ہے۔ تو کیوں نہ اسی کی کچھ اصلاح کر دی جائے۔ اور اسکی قیمت بھی کم کر دی جائے۔ تا کہ جماعت میں زیادہ کثرت کے ساتھ پھیل سکے۔ اسکی قیمت اڑھائی روپیہ سالانہ ہو جائے۔ تو اسکی اشاعت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ پس دوستوں کو اخبار فاروق کی خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ "فاروق" اخبار جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے۔" (ملخصاً)

میں احباب کو یہ بشارت دیتا ہوں۔ کہ خدا کے فضل و کرم سے میں نے فاروق کا چندہ پانچ روپیہ سے جو تین روپے کیا تھا۔ اب حسب منشاء و ارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ **ڈھائی روپیہ سالانہ** ہی کر دیا ہے۔ میں نے اپنا فرض اپنی طاقت کے مطابق ادا کر دیا۔ اب قوم کا اور احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ حضور کی تحریک اور اس ارشاد کی تعمیل میں کہ

"دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ "فاروق" اخبار جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے۔"

انتہائی کوشش کر کے "فاروق" کو ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں پھیلا دیں۔ دو روپیہ آٹھ آنہ سالانہ چندہ اس اخبار کا جس میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ اور سلسلہ کی اہم تحریکیں اور خبریں اور دیگر مضامین اور تحریک جدید کی ترقیات کے حالات ہوں۔ کتنا کم ہے۔ جس سے زیادہ سستا ان خوبیوں والا اخبار سلسلہ احمدیہ کا دوسرا کوئی نہیں آپ کو مل سکتا۔ پس اٹھو۔ اور ہمت کر کے حضور کی خوشنودی حضور کے ارشاد اور تحریک کو کامیاب کر کے حاصل کرو۔ جن دوستوں نے آج سے پہلے سال رواں کا چندہ بحساب تین روپیہ سالانہ ادا کیا ہے۔ ان کو ۸/ مجرا دئیے جاویں گے۔ آئندہ سال کا چندہ ان سے دو روپیہ وصول کیا جائے گا۔ پس جو دوست خریدار بننا چاہیں۔ وہ ڈھائی روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا بیت المال پیشگی ارسال کر دیں۔ یا وی۔ پی کے ذریعہ ادا کریں۔ وی۔ پی پر ۵/ زائد خرچ ہوں گے۔ ششماہی چندہ ایک روپیہ آٹھ آنہ ہو گا۔ سہ ماہی کے لئے اخبار جاری نہ کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

—— شبان المسلمین قاہرہ کے صدر ڈاکٹر عبدالحمید نے مسلمانان مصر اور تمام عالم اسلامی سے اپیل کی ہے۔ لیبیا میں اطالوی حکومت مسلمانوں پر جو مظالم کر رہی ہے۔ اس کے خلاف منظم طریق پر زبردست آواز اٹھائیں۔

—— لندن ۴ر جنوری۔ فلسطین گول میز کانفرنس کا اجلاس ۱۸ر جنوری کو مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ کی صدارت میں شروع ہوگا۔

—— مشہور غدار فلسطین فخری نشاشیبی کے متعلق اعراب فلسطین کی فوجی عدالت نے سزائے موت کا فیصلہ کیا ہے۔ آجکل یہ بیت المقدس کی فوجی بارکوں میں برطانی فوج کی پناہ میں ہے۔

—— کٹک ۶ر جنوری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مشرقی ریاستوں کی ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ میجر ایچ نیلڈ بازلگٹ کو ریاست رنپور میں پرجامنڈل والوں کے ایک مشتعل ہجوم نے شدید زدوکوب کر کے ہلاک کر دیا۔ ریاست کا ایک صوبیدار جو ایجنٹ موصوف کے ہمراہ تھا۔ شدید زخمی ہؤا۔ اسکی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رنپور میں پرجامنڈل والوں کا مشتعل ہجوم راجہ کے محل پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ایجنٹ موصوف نے حملہ کو روکنا چاہا۔ اسی اثناء میں یہ حادثہ پیش آیا۔

—— احمد آباد ۶ر جنوری۔ معلوم ہؤا ہے کہ کاٹھیاواڑ کی دو ریاستوں میں ستیہ آگرہ کرنے کی اجازت گاندھی جی نے دے دی ہے۔

—— پشاور ۶ر جنوری۔ سرحد کے قبائلی علاقہ میں ایسی ریت اور پتھر ملے ہیں۔ جن میں سونے کی کافی مقدار موجود ہے۔ اس سے وہاں سونے کی کانیں موجود ہونے کے زبردست امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔

—— بنوں ۵ر جنوری۔ سرحد پر حالات بدستور ہیں۔ قبائلی علاقہ میں ملا شیر علی اور مہردل کے لشکروں کی سرگرمیاں پھر بڑھ رہی ہیں۔

—— لاہور ۶ر جنوری معلوم ہؤا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں مارکٹنگ بل پر بحث کے علاوہ حکومت دو اور نئے بل پیش کرے گی۔

—— رامپور۔ ۳ر جنوری۔ رامپور کے وزیر اعظم نے آج ایک اعلان کیا ہے۔ کہ عنقریب ریاست رامپور میں نیا دستور نافذ کیا جائے گا۔ جسکی رو سے اہل ریاست کو وسیع حقوق و مراعات عطا کئے جائیں گے۔

—— لاہور ۳ر جنوری۔ ملک سر فیروز خاں نون ہائی کمشنر فار انڈیا لندن رخصت پر ہندوستان آئے ہیں۔ آج صبح وہ لاہور پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر آپ کا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

—— برلن ۶ر جنوری۔ چیکوسلواکیہ اور ہنگری کی سرحد پر دونوں ممالک کی افواج میں ایک زبردست معرکہ ہؤا۔ جس میں طرفین کے متعدد آدمی ہلاک ہوئے۔ اندیشہ کیا جا رہا ہے۔ کہ کہیں یہ واقعہ وسطی یورپ میں جنگ کا پیش خیمہ نہ بن جائے۔

—— برلن ۶ر جنوری۔ کل ہر ہٹلر اور پولینڈ کے وزیر خارجہ کرنل بیک کے مابین دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے مسئلہ پر غور و فکر کیا گیا معلوم ہؤا ہے۔ ہر ہٹلر نے دوران ملاقات میں صاف کہہ دیا ہے۔ کہ پولینڈ روس کے ساتھ دوستی بڑھائے۔ یا جرمنی کے ساتھ تعلقات قائم رکھے۔

—— لندن ۴ر جنوری۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم برطانیہ نے ایک اخباری ملاقات میں امید ظاہر کی ہے۔ کہ سال ۱۹۳۹ء گذشتہ سال کی نسبت زیادہ سکون رہے گا۔

—— برلن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ ڈینزگ سے یہودیوں کو نکالنے کے لئے حکومت جرمنی نے جو تدابیر سوچی ہیں۔ ان کے مطابق یہودی اس علاقے سے یکم اپریل ۱۹۳۹ء تک نکال دیئے جائیں گے۔ ان کی جائیداد و املاک ضبط کر لی جائے گی۔ حکومت انہیں جہازوں میں سوار کر کے بحیرۂ بالٹک میں چھوڑ دے گی۔ وہ صرف چار پونڈ فی کس ساتھ لے جا سکیں گے۔

—— لندن ۵ر جنوری۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے سفر کینیڈا و امریکہ کا پروگرام شائع ہو گیا ہے۔ یہ سفر ۸ر مئی ۱۹۳۹ء کو شروع ہو کر ۱۷ر جون ۳۹ء کو ختم ہوگا۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کینیڈا میں ۲۷ دن امریکہ میں ۴ دن اور نیو فونڈ لینڈ میں ایک دن رہیں گے۔

—— چین و جاپان کی جنگ ابھی تک جاری ہے۔ جاپان کا قدم بدستور بڑھ رہا ہے۔ حکومت چین بھی مدافعت کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔ ذمہ وار حلقوں کا بیان ہے۔ کہ اس جنگ کی وجہ سے جاپان غیر معمولی مالی مشکلات میں مبتلا ہو گیا ہے۔

—— ۱۴ر دسمبر کو اسلامیہ ہائی سکول ملتان میں جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب پر سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

انعامات تقسیم کرنے کے بعد وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے مسلم رؤسا سے استدعا کی کہ وہ سکول کی مالی امداد میں حصہ لیں۔ اس موقعہ پر آپ نے علیگڑھ کالج کی مثال پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ کالج صرف ایک شخص کی قربانیوں کا ثمر ہے۔ آپ نے موجودہ طرز تعلیم کے نقائص بیان کرتے کہا۔ کہ آج کل کے کالج فیکٹریاں ہیں۔ جہاں تعلیم یافتہ بے کار تیار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے طلباء کو ہدایت کی۔ کہ وہ صنعت و حرفت سیکھیں۔ جو کہ ہمارے آباؤ اجداد کے کسب معاش کا ذریعہ تھی۔ آپ نے طلباء کو تلقین کی۔ کہ وہ اپنے اندر بردباری۔ خودداری اور حب الوطنی کا جذبہ پیدا کریں۔

—— انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں وزیر اعظم پنجاب سر سکندر حیات خاں کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ جس کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم نے فرمایا۔ کہ حکومت مسلمانوں کے ہر جائز مطالبہ پر ہمدردانہ غور کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ تعلیم نسواں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کی اساس مذہب پر ہونی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آپ نے مدرسۃ البنات جالندھر کی یگانہ خصوصیتوں کا ذکر کرتے ہوئے انجمن حمایت اسلام کو مشورہ دیا کہ وہ لڑکیوں کا نصاب تجویز کرتے وقت مدرسۃ البنات کو مشعل راہ بنائیں۔

فوجی تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ پنجاب کے بچہ بچہ کو سپاہی بننا چاہیئے۔ زمانہ بہت نازک ہے۔ آپ کو آزادی اور حکومت خود اختیاری کے تحفظ کے لئے ایک منظم فوج کی ہر وقت ضرورت ہے۔ کیونکہ فوج کے بغیر آزادی بے معنی شے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اس میں بیش از بیش حصہ لیں۔ پہلے ہم انگریز کی لڑائیاں لڑتے تھے۔ اب ہم اپنے ملک کے لئے لڑیں گے۔

آخر میں آپ نے حکومت کی طرف سے انجمن حمایت اسلام کو ۲۵ ہزار روپیہ امداد دینے کا اعلان کیا ہے۔ اور پانچ سو روپیہ اپنی طرف سے دیا۔ میاں عبدالحی وزیر تعلیم نے پانچ سو اپنی طرف سے اور پانچ سو اپنی اہلیہ کی طرف سے اور پانچ سو اپنی اہلیہ کی طرف سے عطا کئے۔ میجر خضر حیات خاں نے بھی پانچ سو روپیہ دیا۔ چودھری سر چھوٹو رام بھی جلسہ میں شریک تھے۔ آپ نے انجمن کو ۲۵۰ روپے دیئے۔

انجمن حمایت اسلام کی گولڈن جوبلی کے موقع پر انجمن کی طرف سے پیش کردہ ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم پنجاب نے اعلان کیا۔ کہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر کی مجوزہ جماعت کے لئے حکومت نے دس ہزار روپیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ مدرسۃ البنات جالندھر کا انجمن حمایت اسلام لاہور کے ساتھ الحاق ہو جائے۔

—— حکومت ایران نے فرانس سے سیاسی تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ انقطاع کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ ایک فرانسی رسالہ نے اعلیحضرت شاہ ایران کے خلاف چند قابل اعتراض الفاظ لکھے تھے۔

—— افغانستان میں جلال آباد کے مقام پر عظیم الشان مرکز پرواز کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔

—— معلوم ہؤا ہے۔ کہ انتدابی حکومت نے فلسطین کے اخبارات بند کر دیئے ہیں۔

—— بلدیہ مکہ معظمہ نے مشعر حرام میں پختہ فرش اور سائبان تعمیر کرنے کی سکیم کو جامۂ عمل پہنانے کی جو کارروائی شروع کی تھی۔ وہ اب پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔

—— معلوم ہؤا ہے۔ مجاہدین فلسطین انتدابی سپاہیوں کی نعشوں کے گلے میں تختی ڈال دیتے ہیں۔ جس پر یہ لکھا ہوتا ہے:۔

"یہ خیانت کرنے والوں اور عزت پر ہاتھ ڈالنے والوں کی سزا ہے"

—— جرمنی نے برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ جرمنی نے تاوان جنگ کے طور پر برطانیہ کو جو بارہ کروڑ پونڈ بطور جرمانہ ادا کی تھی۔ ۱۰ سال کو واپس دیا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۲

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۸ء

(۱) مسجد اقصیٰ کی توسیع میں غریب سے غریب احمدی بھی حصہ لے سکتا ہے

(۲) مسجد اقصیٰ کی توسیع کیلئے فنڈ ہمیشہ جمع رہے

(۳) جلسہ سالانہ کے لئے تشریف لائے ہوئے احباب سے خطاب

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

(۱) سابق دستور کے مطابق آج کا جمعہ مسجد نور میں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کے اردگرد میدان زیادہ ہے۔ اور صفیں دور تک پھیلائی جاسکتی ہیں۔ لیکن مسجد نور میں آج لاؤڈ سپیکر کا انتظام نہیں تھا۔ اس لئے میں نے دونوں امور میں موازنہ کر کے یہی مناسب سمجھا۔ کہ جمعہ اسی جگہ (مسجد اقصیٰ میں) ہو۔ کیونکہ جگہ کے متعلق شریعت کا حکم موجود ہے۔ کہ تنگ ہونے کی صورت میں لوگ ایک دوسرے کی پیٹھوں پر سجدہ کر سکتے ہیں۔ لیکن خطبہ کی آواز نہ پہنچنے کا دوسرا کوئی قائم مقام نہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اس میں بھی

اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت

تھی۔ اس مسجد میں جو نیا تغیر ہوا ہے۔ اسے دیکھنے اور عملی طور پر دیکھنے کا موقعہ دوستوں کو مل گیا۔ اگر یہ تغیر نہ ہوتا۔ تو آج اس میں اتنے لوگ سما نہ سکتے۔ قریب قریب بیٹھ کر بھی نہ سما سکتے۔ دوستوں نے دیکھا ہوگا۔ کہ

مسجد کا ایک حصہ نامکمل پڑا ہے

جب اس کے متعلق میں نے سوال کیا۔ کہ کیوں نامکمل ہے۔ تو اس کا جواب مجھے یہ دیا گیا۔ کہ اس کے لئے روپیہ نہیں تھا۔ جو چندہ جمع ہوا تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ اور چونکہ مزید گنجائش نہ تھی۔ اس لئے باقی حصہ نامکمل رہ گیا۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ مسجد نور میں لاؤڈ سپیکر کا آج نہ لگنا اس لحاظ سے مفید ہو گیا۔ کہ دوستوں کو اس جگہ آنے اور جگہ میں دقت کو محسوس کرنے کا موقعہ مل گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت جس سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے اس مسجد کو ابھی بہت زیادہ پھیلنے کی ضرورت ہے۔ جلسہ کے ایام کے سوا بھی جمعہ کے دن بہت سے مہمان باہر سے آجاتے ہیں۔ اردگرد کے دیہات سے تو دوست کثرت سے آتے ہیں۔ پھر قادیان کی آبادی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ نماز پڑھا کر جب میں باہر جاتا ہوں۔ تو دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ دور دور تک گلیوں میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ گلیوں میں نماز پڑھنا مناسب نہیں۔ اس لحاظ سے بھی کہ مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ بات نماز کے آداب کے خلاف ہے۔ اور اسی دقت کو دیکھتے ہوئے حال میں مسجد بڑھائی گئی ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ کہ اب بھی لوگ گلیوں میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور اس لئے ابھی ضرورت ہے۔ کہ اس مسجد کو اور زیادہ بڑھایا جائے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اب اس کے اور بڑھانے کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ دائیں بائیں روکیں ہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بلند حوصلہ لوگ ایسی باتیں نہیں کرتے۔ اور

مومن کا ایمان

تو بہت بڑا ہوتا ہے۔

انگریزی زبان میں ایک ضرب المثل ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جہاں ارادہ پیدا ہو جائے۔ وہاں رستہ بھی نکل آیا کرتا ہے۔ تو جب کسی بات کا ارادہ کر لیا جائے۔ تو اس کے لئے آپ ہی آپ رستہ بھی نکل آیا کرتا ہے۔ جب یہ مکان لیا گیا ہے۔ جس میں اب صدر انجمن کے دفاتر ہیں۔ تو میں نے یہی کہا تھا۔ کہ یہاں دفاتر تو عارضی ہیں کسی وقت یہ مکان بھی مسجد کے کام آجائیگا اس کے ساتھ ہی ایک اور مکان بھی ہے۔ جس میں پہلے ڈاکخانہ تھا۔ وہ بھی مسجد کے کام آسکتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر ارادہ کر لیا جائے۔ تو

اس مسجد کے چاروں طرف بڑھنے کا موقعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی موجود ہے۔

اب بھی میں سمجھتا ہوں۔ ہندوستان کے بہت بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور۔ دہلی حیدر آباد۔ اور لکھنؤ وغیرہ کو چھوڑ کر جن کی آبادی تین تین۔ چار چار لاکھ اور بعض صورتوں میں دس دس اور پندرہ پندرہ لاکھ ہے۔ جو چھوٹے شہر ہیں۔ اور جو قادیان سے دس دس بلکہ بیس بیس گنا بڑے ہیں۔ ان کی جامع مسجدیں ہماری اس مسجد کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ نمازیوں کے لحاظ سے تو وہ بالکل ہی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ وہ تو نمازیوں سے بالکل خالی ہوتی ہیں۔

۱۹۲۴ء میں جب میں ولایت گیا۔ تو رستہ میں

قاہرہ کی مسجد

دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ غالباً ظہر یا عصر کی نماز کا وقت تھا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ ایک کونے کی محراب میں ایک شخص نماز پڑھا رہا تھا۔ اور پیچھے چار پانچ آدمی کھڑے تھے۔ اور کونے کے محراب میں نماز پڑھنے کی وجہ انہوں نے یہ بتائی۔ کہ شرم آتی ہے۔ کہ اتنی بڑی مسجد میں چار پانچ آدمی کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں۔ وہ مسجد بنانے والے نے تو اتنی شاندار بنائی۔ کہ اسے دیکھ کر پرانے زمانہ کے لوگوں کی عظمت یاد آجاتی ہے۔ اور کچھ عرصہ تک ممکن ہے۔ اس میں رونق بھی رہتی رہی ہو۔ مگر موجودہ نسلوں نے نماز کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالی ہے۔ اور اسکی پابندی کو بالکل بھلا دیا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز کی پابندی زیادہ ہے۔ گو وہ معیار تو نہیں جو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ کہ جماعت میں کوئی ایک بھی سست نہ رہے۔ اور ابھی ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو موقعہ بے موقعہ نماز کا ناغہ کرنے کے عادی ہیں۔ حالانکہ جہاں تک میں نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے۔ قرآن کریم پر غور کیا ہے۔ اگر کوئی شخص دس سال باقاعدہ نمازیں پڑھتا اور

صرف ایک نماز

بھی جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ ایماندار نہیں۔ بلکہ جو کچھ میں نے قرآن کریم سے سمجھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ساری عمر میں ایک بھی نماز عمداً چھوڑتا ہے۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ ہاں بعض دفعہ بیہوشی کی حالت میں چھوٹ جائے۔ تو اور بات ہے۔ یا بعض دفعہ سوتے ہوئے دیر ہو جائے۔ تو اس کے لئے شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ جس وقت جاگ آجائے۔ اسی وقت پڑھ لے۔ اور اس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر دیر سے اٹھ کر بھی کسی نے نماز ادا کرلی۔ تو اسکی نماز ہوگئی۔ اور اس کا وقت وہی تھا۔ جب وہ بیدار ہوا۔ یا جب اسے ہوش آئی۔ مگر جو کچھ جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے۔ اس علم کے باوجود کہ نماز کا وقت ہے۔ مگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ ابھی میں دوسرا کام کر رہا ہوں۔ اسے ختم کروں تو نماز پڑھ لوں گا۔ یا وہ کام تو نہیں کر رہا۔ مگر دوستوں کی مجلس میں بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ اس مجلس کو چھوڑ کر کیا جانا ہے پھر پڑھ لوں گا۔ تو اس قسم کے حالات کے ماتحت

نماز کو ترک کرنے والا

ہرگز مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ ہاں اس کے بعد اگر اس کے دل میں ندامت محسوس ہو حسرت پیدا ہو۔ اور وہ سچے دل سے توبہ کرکے خدا تعالےٰ کے حضور عرض کرے۔ کہ میرا ایمان ضائع ہو چکا۔ میں اسلام سے نکل گیا مگر اب دوبارہ داخل ہوتا ہوں۔ تو پھر وہ دوبارہ داخل اسلام سمجھا جائے گا۔ لیکن اسکی پہلی حالت غیر مومن کی سمجھی جائے گی۔ مگر نماز کی اس اہمیت کا احساس ابھی ہماری جماعت میں پیدا نہیں ہوا۔ گو میں سمجھتا ہوں۔ کہ اکثر دوست ایسے ہیں۔ جن کے دلوں میں یہ احساس ہے۔ کیونکہ غیر لوگ جو طرح طرح کے اعتراضات احمدیوں پر کرتے رہتے ہیں۔ وہ یہ اعتراض نہیں کرتے۔ کہ یہ نماز نہیں پڑھتے۔ بلکہ اکثر معترض تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نمازیں تو یہ ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر ہیں کافر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیرونی احمدیوں کے متعلق لوگوں کا یہی تجربہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ ورنہ جہاں دشمن اور اعتراض کرتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ضرور کرتے۔ احمدیوں کے معاملات کی خرابی کے متعلق اعتراضات میں نے سُنے ہیں۔ کسی ایک احمدی نے کسی کے ساتھ بدمعاملگی کی۔ تو وہ ساری جماعت کو ہی بدمعاملہ قرار دے دیتا ہے۔ یا کسی نے جھوٹ بول دیا۔ تو لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ احمدی جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن یہ اعتراض نہیں کرتے۔ کہ احمدی نماز نہیں پڑھتے۔ ناواقفی سے یا جھوٹ بول کر بعض لوگ یہ تو کہدیتے ہیں۔ کہ قادیان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ مگر نماز نہ پڑھنے کی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ بلکہ عام طور پر یہی کہا جاتا ہے۔ کہ

احمدی نمازی ہوتے ہیں

ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے۔ میرے ایک عزیز کے متعلق ایک دوست نے لکھا۔ کہ ایک جگہ بعض افسروں میں یہ ذکر ہو رہا تھا۔ کہ فلاں نوجوان ہے۔ مگر ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے۔ ایک افسر نے کہا۔ کہ یہ قادیان کا ہے۔ اور پھر میرے ساتھ اس کا رشتہ بتایا۔ اس پر ایک افسر نے کہا۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی نوجوان ڈاڑھی رکھتا ہے۔ تو میں تو یہی سمجھتا ہوں۔ کہ یہ یا تو یو۔ پی سے آیا ہے۔ اور یا پھر قادیانی ہے اور پھر اس نے ایک لمبی تقریر کی۔ اور کہا۔ کہ قادیانی لوگ نمازیں باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ دین کے دوسرے احکام پر بھی عمل کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ میں دین سے خارج۔ اور کافر۔ حالانکہ اس آخری فقرہ کے کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ کہ کوئی شخص کہے۔ کہ سورج کی ٹکیا تو سر پر نظر آتی ہے۔ دھوپ بھی نکلی ہوئی ہے۔ گرمی بھی محسوس ہوتی ہے۔ تاریکی کا کہیں نام نہیں۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ ہے ابھی رات ظاہر ہے۔ کہ ایسے شخص کے منہ سے صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہے ابھی رات ہی۔ کون مانتا ہے۔ کہ یہ سچ کہہ رہا ہے۔ یہ بات تو کوئی شخص سارا دن کہتا رہے۔ پھر بھی کوئی نہیں مانے گا۔ تو احمدیوں میں نماز کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے کافی حد تک احساس ہے۔ مگر ابھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو

نماز کے نیم تارک

ہیں اپنے نزدیک۔ اور کلی تارک ہیں میرے نزدیک۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ میرا عقیدہ یہی ہے۔ کہ جو شخص ایک نماز بھی جان بوجھ کر ساری عمر میں چھوڑتا ہے۔ وہ کافر ہے چاہے وہ دس سال یا بیس سال مسلسل نمازیں پڑھنے کے بعد ہی کیوں نہ ایک نماز چھوڑے۔ اور اپنے دل میں یہ سمجھ رہا ہو۔ کہ میں نمازی ہوں۔ میرے نزدیک ایسا شخص بالکل احمق ہے۔ نماز کی مثال بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے بعض لوگ بٹیرے پکڑتے ہیں۔ اور پکڑنے کے بعد جو بٹیروں کے شکاری ہوتے ہیں۔ وہ ان کو پنجروں میں بند رکھتے ہیں۔ جب اس پنجرہ کا دروازہ کھل جائے۔ اور ان میں سے ایک کو نکلنے کا موقعہ ملے۔ تو باقی بھی سب نکل جائیں گے۔ یہی حال نماز کا ہے۔ ایک نماز کے نکل جانے کا یہ مطلب ہے۔ کہ دل کی کھڑکی کھلی رہ گئی۔ اور جب ایک کو نکلنے کا موقعہ ملا تو سب پھُر کرکے نکل جائیں گی۔ جس دن دروازہ کھلا رہ گیا۔ اس دن یہ خیال کرنا کہ صرف ایک ہی نماز گئی ہے۔ باقی سب موجود ہیں۔ بالکل احمقانہ خیال ہے۔ اسی دن سب اڑ جائیں گی۔ اور واپس نہیں آسکیں گی۔ ہاں توبہ ان کو واپس لا سکتی ہے۔ بٹیرے تو نکل جانے کے بعد بعض اوقات پکڑے بھی جاتے ہیں۔ مگر نماز جب ایک گئی۔ تو سب جائیں گی۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہی واپس دے۔ تو آسکتی ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اور اگر انسان صدق دل سے توبہ کرے۔ تو خدا تعالےٰ واپس دے دیتا ہے بغیر توبہ کئے واپس نہیں آسکتیں۔ تو نماز ایک نہایت اہم چیز ہے۔ اور اس لئے

ہمارے نزدیک مساجد

بہت زیادہ اہم ہونی چاہئیں۔ بعض لوگوں نے مسجدیں نمائش کے لئے بنائی ہیں۔ اور آج وہ اسی کام آرہی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ چھ سات فٹ کی نہایت چھوٹی گلیوں میں ایک مسجد گلی کے ایک طرف ہے۔ اور دوسری دوسری طرف۔ حالانکہ جہاں تک اذان کی آواز جائے۔ دوسری مسجد نہیں ہونی چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ دوسرے حصہ کے لوگوں کے لئے ہو۔ مگر لوگ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے فلاں رشتہ دار نے مسجد بنائی ہے۔ تو ہم کیوں نہ بنائیں۔ اور ایسی نمائشی مسجد پہلی مسجد کے پاس ہی بنے۔ تو ان کی غرض پوری ہوتی ہے۔ اس لئے اپنا مکان گرا کر وہاں مسجد بنا دیتے ہیں۔ مگر یہ دکھاوے کی مسجدیں ہیں۔ اخلاص سے بنائی ہوئی مسجدیں بہت کم ہیں۔ اور آباد بھی ایسی ہی مسجدیں رہتی ہیں۔ جو اخلاص سے بنائی جائیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور ایسی مسجدیں بہت تھوڑی ہیں۔ ان میں سے

جامع مسجد دہلی

کی میں نے یہ خصوصیت دیکھی ہے۔ گو اسکی پہلی شان و شوکت تو مٹ چکی ہے۔ مگر جب بھی مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں چہل پہل ضرور دیکھی ہے۔ اور باقی مساجد سے زیادہ لوگ وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ اور لوگوں کی رغبت زیادہ نظر آتی ہے۔ خاص دنوں میں تو رونق بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مگر عام طور پر بھی اچھی رونق ہوتی ہے گو شاہ جہاں جس نے وہ مسجد بنائی۔ کوئی مذہبی آدمی نہ تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ مسجد بنانے کے وقت اس میں ریا نہیں تھا۔ اور اس نے اسی خیال سے اسے بنوایا۔ کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں۔ شاید یہی میری بخشش کا باعث ہو جائے۔ کیونکہ اتنا لمبا عرصہ گزر گیا۔ مسلمانوں میں نماز کی عادت بھی نہ رہی۔ مگر آج تک اس میں کثرت سے نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔

میں ذکر کر رہا تھا۔ کہ نماز ہمارے لئے بہت اہم چیز ہے۔ پس جس جگہ نماز پڑھی جائے۔ وہ بھی ہمارے نزدیک بہت اہم ہونی چاہیئے۔ اور یہ مسجد تو

الٰہی پیشگوئی کی مصداق

ہے۔ جس کا قرآن شریف اور احادیث میں بھی ذکر ہے۔ قرآن کریم میں مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسجد کو مسجد اقصیٰ قرار دیا ہے۔ اور پیشگوئیوں سے بھی صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مسیح موعود آنے والا ہے۔ وہ اسی کے قریب پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ منارہ تعمیر کرایا۔ کیونکہ احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود نے سفید منارہ کے قریب یا اس کے مشرق میں اترنا تھا۔ اور یہی وہ منارہ ہے۔ جس کے مشرق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکان ہے۔

پس یہ مسجد خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور اسکی وسعت اور آبادی کے لئے جتنی بھی ہم کوشش کریں کم ہے۔ اور اس اجتماع سے آج ایک یہ فائدہ ہو گیا ہے۔ کہ دوستوں کو یہ دیکھنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ باقی مساجد کے متعلق تو یہ بھی احتمال ہوتا ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ کب تک ان کی آبادی رہے۔ لیکن یہ تو پیشگوئیوں کے ماتحت ہے۔ اور جس طرح خانہ کعبہ کے متعلق یہ کبھی خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ کبھی غیر آباد ہو۔ اسی طرح اس کے متعلق بھی یہ خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کبھی اسکی آبادی میں فرق آجائے گا۔ اور اس طرح جن لوگوں کا روپیہ اسکی تعمیر پر خرچ ہوگا۔ وہ

دائمی ثواب کے مستحق

ہوں گے۔ اور اس طرح یہ خاص طور پر ثواب حاصل کرنے کا موقعہ ہے۔ اور موجودہ ضرورت کے لئے تو چند ہزار روپیہ بھی کافی تھا۔ اس لئے کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اس میں کمی رہ جاتی۔ اور عمارت بیچ ہی میں چھوڑنی پڑتی۔

میرا خیال ہے۔ کہ کارکنوں نے اس بات کو اچھی طرح جماعت کے سامنے رکھا نہیں۔ کہ یہ ایک دائمی ثواب حاصل کرنے کا موقعہ ہے۔ اور اس میں جو ایک پیسہ بھی لگایا جائے گا۔ وہ قیامت تک کے لئے ثواب کا موجب ہوگا۔ باقی کسی مسجد میں دس ہزار روپیہ لگا کر بھی کوئی شخص یہ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس سے بنی ہوئی مسجد میں ہمیشہ خدا تعالےٰ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ بعض مساجد کو دشمن مٹا دیتے ہیں۔ لوگ اس جگہ مکان بنا لیتے ہیں۔ مگر یہ مسجد جسے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اہمیت دی گئی۔ اور جس کے ساتھ قلبی تعلق رکھنے والی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ اسے تمام دنیا میں غلبہ حاصل ہوگا۔ اور جس کی تعداد آج لاکھوں ہے۔ مگر کسی وقت کروڑوں اور اربوں ہوگی۔ اور جو

اپنے خون کا آخری قطرہ

اسکی حفاظت کے لئے گرا دینے پر ہمیشہ تیار رہے گی۔ آج بھی گو ہم کمزور ہیں۔ مگر کوئی طاقت ور سے طاقت ور حکومت بھی بغیر اس کے کہ اس کا دل دھڑکے۔ یہ خیال بھی نہیں کر سکتی۔ کہ اسکی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے۔ احمدی جماعت کا بچہ بچہ قربان ہو جائے گا۔ مگر اس مسجد کی تقدیس میں فرق نہ آنے دیگا۔ اور کبھی وہ زمانہ آنے والا ہے۔ کہ کوئی غیر مسلم حکومت بھی اس علاقہ پر اگر حملہ کرنے لگے گی۔ تو اسے پہلے یہ اعلان کرنا پڑے گا۔ کہ

جماعت احمدیہ کے جذبات کا پورا پورا خیال

رکھا جائے گا۔ اور ایسے اعلان کے بغیر اسے اس علاقہ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوگی۔

بچپن میں بوڑھی عورتیں قصے سنایا کرتی تھیں۔ جن میں سے ایک فقرہ مجھے اب تک یاد ہے۔ کہ کوئی دیو کسی پر خوش ہوگیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میں آج "ٹھٹھا" ہؤا ہوں لوگ جو مانگتا ہے۔ مجھے یہی لفظ یاد ہے۔ گو ممکن ہے۔ بوجہ اس کے کہ میں ٹھیٹھ پنجابی نہیں جانتا۔ اس کے تلفظ میں کوئی غلطی ہو۔ مگر جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہی لفظ تھا۔ قربانی کا یہ موقعہ بھی ایسا ہی ہے۔ آج اللہ تعالےٰ کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ انعام دینے پر تُلا ہؤا ہے۔ جو مانگنا چاہے مانگ لے۔ اور ایسی حالت میں کوئی بیوقوف یا ناواقف ہی ہوگا۔ جو مانگنے میں کوتاہی کرے یہ تو ایسا موقعہ ہے۔ کہ پیسہ پیسہ دے کر بھی لوگ بڑے ثواب میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بسا اوقات لوگ اسلئے محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ سینکڑوں ہزاروں روپے ہوں۔ تبھی شمولیت ممکن ہے۔ حالانکہ ایسے چندوں کے لئے کوئی حد بندی نہیں ہوتی بیشک بعض تحریکوں میں حد بندی ہوتی ہے۔ جیسے تحریک جدید میں بعض مصلحتوں کے ماتحت میں نے پانچ یا دس روپیہ کی حد بندی کی ہے مگر اس کے لئے کوئی حد بندی نہیں۔ اور اس میں

غریب سے غریب آدمی بھی حصہ لے سکتا ہے

حتیٰ کہ ایک اپاہج اور لولا لنگڑا آدمی بھی اپنی بچی ہوئی روٹی کا ٹکڑا بھی دے سکتا ہے۔ کہ اسے بیچ کر خرچ کر لیا جائے۔ اور ہم اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتے۔ یہ ایک غلطی ہے۔ کہ لوگ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ سینکڑوں ہزاروں روپے دے کر ہی شمولیت کی جا سکتی ہے۔ اگر پیسہ پیسہ بھی دیا جائے۔ تو ثواب میں شمولیت ہو سکتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ اس مسجد کی تعمیر اسلئے رُکی رہے۔ کہ روپیہ نہیں۔ یہ ایسا اہم کام ہے۔ کہ چاہیئے۔ اس کے لئے فنڈ ہمیشہ جمع رہے۔ تا جب بھی موقعہ ملے اس کو اور زیادہ وسیع کیا جا سکے۔ یہ مسجد تو انشاء اللہ

دنیا میں تیسرے نمبر پر

شمار ہوگی۔ (۱) خانہ کعبہ۔ دوئم مسجد نبویؐ اور سوم یہ مسجد ہوگی۔ اور اس لحاظ سے اس کی وسعت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ تا جب اس میں ہزاروں لاکھوں لوگ نماز پڑھنے کے لئے آئیں۔ تو بھی یہ مسجد ان کے لئے کافی ہو اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہر احمدی اس ثواب میں اپنا حق لینے کی کوشش کرے گا۔ اور جو چاہے وہ پیسہ دو پیسہ دے کر بھی مدد کر سکتا ہے۔ قادیان کی آبادی اس وقت دس ہزار کے قریب ہے۔ جس میں سے قریباً آٹھ ہزار احمدی ہیں۔ اور اگر ایک آنہ فی کس بھی سمجھا جائے۔ تو پانسو روپیہ تو فوراً یہاں سے ہی مل سکتا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس عمارت کو روکا جائے۔ کارکنوں نے معلوم ہوتا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح جماعت کے سامنے پیش نہیں کیا۔ اگر وہ کرتے۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ روپیہ کافی نہ آجاتا۔ اگر ایک شاعر نے اپنے شعروں سے ایک تاجر کی کالی اوڑھنیاں بکوا دی تھیں۔ تو اس الٰہی وعدہ والی مسجد کے لئے روپیہ فراہم کرنا کیا مشکل کام ہے۔ کہتے ہیں۔ کسی شخص کو مالی تنگی تھی۔ اور روپیہ ملنے میں دقت پیش آرہی تھی۔ ایک شاعر نے جو اس کا دوست تھا۔ اس سے کہا۔ کہ تم شہر کی سب کالی اوڑھنیاں خرید لو۔ جب وہ خرید چکا۔ تو اس شاعر نے کچھ شعر کہہ دیئے۔ جن میں کالی اوڑھنی کی تعریف کردی۔ شاعر مشہور تھا۔ جب اسکی طرف سے کالی اوڑھنیوں کی تعریف ہوئی۔ تو عورتوں کی طرف سے کالی اوڑھنیوں کے لئے مطالبات ہونے لگے۔ اور اس طرح ان کی قیمت بڑھ گئی۔ اور اس نے ہزاروں روپیہ کما لیا۔ پس جب ایک شاعر نے کالی اوڑھنیوں کی تعریف کرکے اپنے دوست کے لئے روپیہ جمع کروا دیا۔ تو میں کس طرح مان لوں۔ کہ ہمارے کارکنوں نے اس مسجد کی اہمیت کو دوستوں پر ظاہر کیا ہوتا۔ تو روپیہ جمع نہ ہوتا۔ بڑے آدمی تو الگ رہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر صحیح طور پر جماعت کے سامنے اس بات کو پیش کیا جاتا۔ تو پندرہ سال کے بچے تک بھی اسے پورا کر سکتے تھے۔ اور اس وجہ سے میرا آج یہاں خطبہ پڑھنا مفید ہوگیا ہے۔ کہ یہ حالات میرے سامنے بھی اور جماعت کے سامنے بھی آگئے ہیں۔

(۲) اس کے بعد میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ جو انشاء اللہ دو روز کے بعد شروع ہوگا۔ یہ جلسہ جیسا کہ بار بار جماعت کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کے الہام اور حکم کے ماتحت قائم کیا ہے اور اس لحاظ سے دنیا کے تمام جلسوں میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جلسہ

خالص مذہبی اغراض کے ماتحت

ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے کلمہ اور شان کو بلند کرنے کے لئے ہر قسم کے مسائل پر اس میں تقریریں ہوتی ہیں۔ اور اس میں شمولیت کے لئے آنے والے ہر قسم کی دنیوی اغراض کو پیچھے ڈال کر یہاں آتے ہیں۔ یہاں کوئی تجارت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ کسی نے پیسہ پیسہ کی کوئی کتاب بیچ لی۔ اور چند پیسے کما لئے۔ یہ کوئی تجارت نہیں۔ اتنے پیسے تو آدمی مانگ کر بھی لے لیتا ہے۔ اس کے سوا یہاں دنیوی لحاظ سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور جو لوگ اپنے گھروں میں آرام و آسائش کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ بھی یہاں آکر ایسی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ جو گھروں میں عام آدمی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہاں بیشتر حصہ کو کھوری یا کسیر ملتی ہے۔ جس پر انہیں سونا پڑتا ہے۔

جگہ کی تنگی

کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ بعض دفعہ کمروں میں اس طرح آدمی ٹھونسے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس طرح دڑبے میں مرغیاں۔ مجھے ایک دفعہ کسی غرض سے سیالکوٹ کی جماعت کے کمرے میں سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانا پڑا۔ اور اتنے میں ہی مجھے یوں محسوس ہونے لگا۔ کہ گویا میرے پاؤں جل کر گوشت اتر جائے گا۔ باوجودیکہ شدید سردی کے دن تھے۔ آج کل کتنی سخت سردی پڑ رہی ہے۔ آج ہی خبر آئی ہے۔ کہ انگلستان میں نو آدمی سردی کی وجہ سے مر گئے۔ اور گو ہندوستان میں اتنی سردی تو نہیں ہوتی۔ مگر پھر بھی بہت کافی ہوتی ہے۔ لیکن جن کمروں میں لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ ان میں ان کے سانسوں کی وجہ سے اتنی گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ تنور ہے۔ کمرہ نہیں۔ عام حالتوں میں ان باتوں کی برداشت انسان کیسے کر سکتا ہے۔ پھر جو کھانا ملتا ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ میں منتظمین کی برائی نہیں کرتا۔ وہ تو رات دن ایک کرکے انتظام کرتے ہیں۔ اور ان کی حالت دیکھ کر ان پر رشک آتا ہے۔ کہ وہ یہ ہفتہ کس طرح تکلیف سے گزارتے ہیں۔ رات دن کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور پتہ نہیں۔ کس وقت سوتے ہیں۔ یہ سب تکلیف وہ خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے برداشت کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی کوشش وسعی۔ محنت جفاکشی اور نیک نیتی کے باوجود جو کھانا تیار ہوتا ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے کہ عام طور پر گھر میں لوگ اس کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ پھر اتنی بڑی جماعت جو ہر قوم اور ہر ملک وصوبہ کے لوگوں پر مشتمل ہو۔ اسے

خوش کرنا کتنا مشکل ہے

بعض ایسے علاقوں کے ہوتے ہیں۔ جو گائے کے گوشت کے بغیر کھانا کھاتے ہی نہیں۔ اور ان کے ہاں اگر کوئی بکرے کا گوشت لینے جا رہا ہو۔ تو بڑی فکرمندی کے ساتھ اس سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیوں خیر ہے۔ گھر میں کوئی بیمار تو نہیں۔ جو آپ بکرے کا گوشت خریدنے جا رہے ہیں۔ لیکن بعض علاقوں میں گائے کے گوشت سے اتنا شدید پرہیز کیا جاتا ہے۔ جتنا سؤر کے گوشت سے۔ خاص کر ہندو ریاستوں کے باشندے تو اس سے بہت پرہیز کرتے ہیں۔ اور اگر ان کو شک بھی ہو جائے کہ گائے کا گوشت کھایا گیا ہے۔ تو خیالی طور پر ہی اتنا نفخ ہو جاتا ہے۔ کہ سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے عادی نہیں ہوتے۔ ان کو یہ وہم ہوتا ہے۔ کہ گائے کا گوشت نفاخ ہے۔ ادھر کھایا اور ادھر پیٹ پھولنا شروع ہؤا۔ پھر ہمارے مہمانوں میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو چاول کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتے۔ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ جنہوں نے سارا سال گھر میں دال کی شکل بھی نہیں دیکھی ہوتی۔ بلکہ جن کے نوکر بھی دال نہیں کھاتے۔ اس کے علاوہ دیہات کے لوگ گھر کا خالص گھی کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور بازاری گھی کھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے فوراً ان کا گلا خراب اور کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر ایسے علاقوں کے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جو تیل کھانے کے عادی ہیں۔ اور جب گھی کھاتے ہیں۔ تو ان کا گلا خراب ہو جاتا ہے۔ یو۔ پی اور بہار وغیرہ میں تیل کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ زمانۂ طالب علمی میں ان علاقوں کے طلباء یہاں پڑھا کرتے تھے۔ وہ بعض اوقات کھانستے ہوئے آتے۔ اور کھانسی کی وجہ یہ بتاتے۔ کہ گھی کھانے سے ہو گئی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ یہاں رہ کر ان کو گھی کھانے کی عادت ہو جاتی۔ اور جب رخصتوں میں پھر گھر جا کر تیل کھانا پڑتا۔ تو پھر اس سے کھانسی ہو جاتی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اتنے طبقوں اور اتنی نوعیت کے لوگوں کو کون خوش کر سکتا ہے۔ جو مخلص یہاں آتے ہیں۔ ان کو خوش کرنے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا۔ ان کو تو یہاں کا کوئی آدمی چیں بہ جبیں ہو کر بھی دیکھے۔ تو وہ اس پر بھی مسکراتے ہیں۔ کہ یہ

چینِ جبیں بھی قادیان کی ہے

اور اسلئے ان کو خوش کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن ان کی عادتوں یا صحت کی کمزوری کی وجہ سے جو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کو کون دور کر سکتا ہے۔ جہاں تک تو خوشی کا تعلق ہے۔ وہ ہر چیز کھانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اور ایسا مزہ لے لے کر کھا سکتے ہیں۔ کہ گویا دنیا جہان کی نعمتیں حاصل ہو گئیں مگر ان سے وہ بعد میں اگر بیمار ہو جائیں۔ تو اس میں تو ان کا کوئی قصور نہیں۔ تو ایسی مشکلات میں یہ جلسہ ہوتا ہے۔ اور ان سب کے باوجود اسلئے لوگ یہاں آتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کو خوش کریں۔ مگر کئی ہیں جو عدم علم اور ناواقفی کی وجہ سے ان ایام سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ حالانکہ جتنی قربانی کسی چیز کے لئے کی جائے۔ اتنی ہی اس کی

قدر ہونی چاہیئے

اس لئے میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان دنوں کو نمازوں۔ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں صرف کریں۔ جماعتیں باہمی ملاقاتوں میں صرف کریں۔ یہ ایسا موقعہ ہوتا ہے۔ جب باہمی واقفیت آسانی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام اور احمدیت نے کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ اب جس قسم کی مساوات کو قائم کرنا ہے۔ وہ باہم کثیر تعارف اور ایک دوسرے سے زیادہ سے زیادہ واقفیت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ وہ حد فاصل جو اس وقت مختلف طبقات اور مختلف ممالک کے لوگوں کے درمیان قائم ہے۔ جب تک اسے دور نہ کیا جائے۔ کامیابی محال ہے۔ اور اسے دور کرنے کا ذریعہ یہی ہے۔ کہ کثرت سے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کی جائیں۔ تاکہ آہستہ آہستہ پنجابی۔ بنگالی۔ بہاری مدراسی اور پھر ہندوستانی۔ چینی۔ جاپانی انگریز اور مصری کا امتیاز مٹ کر سب ایسے ہی انسان نظر آنے لگیں۔ جیسا خدا تعالےٰ نے ان کو بنایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تو ہم سب کو انسان ہی پیدا کیا ہے۔ آگے انگریز اور ہندی اور چینی وغیرہ کا فرق تو انسان نے خود بنا لیا ہے۔ اور ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ پھر اسی طرح کے انسان بن جائیں۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے بنایا ہے۔ اور اس وقت باہمی بعد پیدا ہو کر جو غیریت نظر آتی ہے۔ وہ مٹ جائے۔ بے شک ابتداء میں ملاقات ہو۔ تو بجائے محبت کے ایک قسم کا تنفر ہوتا ہے۔ مگر وہ آہستہ آہستہ ملتے رہنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی جنگلی طوطا یا بے سدھا گھوڑا لایا جائے۔ تو پہلے پہل وہ خوب شور کرتا ہے۔ مگر آہستہ آہستہ وہی طوطا ہاتھ پر کھانا کھانے لگتا ہے۔ اور گھوڑا سواری کے کام آتا ہے۔ پس ان امتیازات کو مٹانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ

باہم ملاقاتیں کی جائیں

اس میں شک نہیں۔ کہ کچھ نہ کچھ اختلافات تو رہتے ہیں۔ مگر یہ ایسے اختلاف ہوتے ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اختلاف امتی رحمۃ لیکن جب یہ اختلافات لڑائی کا موجب ہو جائیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک امت سے نکل گئے۔ پس ان ایام کو

زیادہ سے زیادہ عمدہ کاموں میں صرف کرو

سلسلہ کی مشکلات کو دیکھو۔

ناظروں کو چاہیئے۔ کہ ان ایام میں اپنے اوقات کو زیادہ سے زیادہ فارغ رکھیں اور کثرت سے ملاقاتیں کریں۔ دوستوں سے مشورے کریں۔ ان کے سامنے اپنی مشکلات رکھیں۔ اور دوست دیکھیں۔ کہ وہ سلسلہ کے کاموں میں کہاں تک مدد کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح یہ ایام

ناظروں کی کانفرنس کے ایام

ہونے چاہئیں۔ مگر شاید کارکنوں کی کمی یا اپنی بزدلی کی وجہ سے وہ ایسا کرتے نہیں۔ بزدلی کی وجہ سے میں نے اسلئے کہا ہے۔ کہ بعض نادان کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ناظر خود تو کوئی کام کرتے نہیں۔ دوسروں سے ہی لیتے ہیں۔ اور اس لئے وہ بھی یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم کام کرنے میں دوسروں کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔ تو لوگ اعتراض کریں گے۔ اور اسلئے ایسے بے وقوفوں کی وجہ سے وہ زیادہ ضروری کام چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں چاہیئے۔ ایسے بے وقوف تو ہمیشہ ہوتے آئے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی تھے۔ اور آپ سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی تھے۔ اور ہمیشہ باقی رہیں گے۔ جس طرح پاگلوں کو دنیا سے نہیں مٹایا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کا مٹایا جانا بھی ناممکن ہے۔ اور اس لئے کہ ایسے بے وقوف اعتراض نہ کریں۔ ناظروں کو بہتر کام چھوڑ کر اپنے لئے نسبتاً معمولی کام تجویز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس وقت تک وہ ایسا نہیں کرتے رہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے۔ کہ خیال نہ آیا ہو۔ اور یہ بھی کہ کام کے لئے آدمی نہ مل سکتے ہوں۔ لیکن اب ایسا کرنے کی کوشش انہیں کرنی چاہیئے۔ جو دوست باہر سے آتے ہیں۔ انہیں بھی چاہیئے۔ کہ دفاتر میں جا جا کر

ناظروں سے ملیں

اور دیکھیں۔ کہ کام کس طرح ہو رہا ہے۔ کام کی نوعیت کیا ہے۔ عملہ کتنا ہے۔ اگر دوستوں کو یہ علم ہو۔ کہ کام زیادہ اور کارکن تھوڑے ہیں۔ تو ان کے دل میں یہ تحریک ہو سکتی ہے۔ کہ پنشن لے کر یہاں آئیں اور کام کریں۔ اس کے علاوہ بعض وسوسے بھی دور ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کو شکایت ہوتی ہے۔ کہ ہم نے فلاں کام کہا تھا۔ مگر وہ اب تک نہیں ہوا۔ اور حالات کو دیکھ کر ان کا شکوہ دور ہو سکتا ہے اور ناظروں کو بھی چاہیئے۔ کہ دن رات کا زیادہ سے زیادہ حصہ ملاقاتوں کے لئے فارغ رکھیں۔ اگر اس کے ساتھ اور کام بھی وہ اپنے ذمہ رکھیں گے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو میں اس بات کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ایسے حالات میں چڑچڑا پن پیدا ہونا ضروری ہے۔ ایک شخص آ کر بات کرے گا۔ یہ اسے مختصر جواب دیں گے۔ وہ اسکی مزید وضاحت چاہے گا۔ اور یہ کثرت کار کی وجہ سے یہ کہدیں گے۔ کہ آپ تو خواہ مخواہ مغز چاٹ رہے ہیں۔ اور وہ ناراض ہو کر چلا جائے گا۔ پس چاہیئے۔ کہ ناظر دس بارہ گھنٹے ضرور اپنے دفاتر میں بیٹھے رہیں۔ اور دوستوں کو دعوت دیں۔ کہ آئیں۔ اور ان سے ملاقاتیں کریں۔ اور اس طرح رات دن کانفرنس میں شریک رہیں ان کو اپنی مشکلات بتائیں۔ تا ان کے اندر زیادہ سے زیادہ تعاون کی روح پیدا ہو۔ پس میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوست ان ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اور ناظر بھی ایسے رنگ میں اپنے اوقات صرف کریں گے۔ جو جماعت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کا موجب ہو سکیں۔ مگر چونکہ سب کام اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ میں اس سے

دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو اس رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اس کے نزدیک زیادہ مناسب اور بہتر ہو۔ اور ہمارے قلوب سے ایسے خیالات جو مختلف قوموں اور طبقوں میں جھگڑے پیدا کر دیتے ہیں۔ نکال دے۔ ہمارے اندر اتحاد اور یکجہتی پیدا کر دے۔ اور ہم سب کا ایک ہی مقصود اور قبلہ ہو۔ یعنی

اسلام اور احمدیت کی ترقی

اور اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کے تقویٰ کا دلوں میں قائم ہونا۔ (الفضل)

معلمین کی ضرورت

بعض جماعتوں میں ایسے احباب کی خدمات کی ضرورت رہتی ہے۔ جو دینی مسائل سے واقف ہوں۔ تاکہ جماعت میں ٹھہر کر تعلیم اور تربیت کا کام کر سکیں۔ چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم دے سکیں۔ احباب جماعت کو دین سے واقف کر سکیں۔ اور دینی روح کو ان کے اندر پیدا کر سکیں۔ ایسے دوست جو اس قسم کی خدمات بجا لانے کے لئے تیار ہوں۔ خواہ قادیان میں تشریف رکھتے ہوں۔ یا بیرونی جماعتوں میں جلد سے جلد نظارت تعلیم و تربیت میں درخواست کریں۔ اور تحریر فرمائیں۔ کہ کن شرائط پر وہ کسی جماعت میں ٹھہر کر کام کر سکتے ہیں۔ تاکہ ضرورتمند جماعتوں کے ساتھ ان کا سمجھوتہ کرایا جا سکے۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن!

قادیان کی مقدس بستی میں طیور ابراہیمی کا شاندار اجتماع

قادیاں دارالاماں اے بوستانِ بے خزاں ٭ نازش پنجاب فخر کشورِ ہندوستاں
تربیت گاہِ غریباں آج کہتے ہیں سب تجھے ٭ وقت آتا ہے کہ ہوگی تو گذر گاہِ شہاں

قربان جاؤں میں اپنے پیارے مولیٰ پر کہ وہ عجیب عجیب ذرائع سے دورِ حاضرہ کے نبی میرے آقا مسیح قدنی کی تائید فرما رہا ہے۔ ایک وقت تھا۔ کہ جب میرا آقا تنِ تنہا پیغامِ حق لے کر کھڑا ہؤا۔ تو مخالفین حق نے اس کے ساتھ وہ کچھ کیا۔ جس کی کسی شریف انسان سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ ہر قسم کے مکر و فریب کے ذریعہ جبہ پوش مولویوں نے میرے پیارے آقا سے مخلوق خدا کو دور رکھنے کی کوششیں کیں۔ گالیاں دیں۔ پانی بند کیا۔ نماز پڑھنے میں روکاوٹیں۔ قتل کرنے کی سازشیں۔ غرض کیا کیا بتاؤں۔ زمانہ سے جو کچھ ہو سکا۔ اس نے وہ سب کچھ کیا۔ مگر جانتے ہو؟ آخر کیا ہؤا۔ سنو اے طالبانِ صداقت و متلاشیانِ حق گوش ہوش سے سنو! ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے میرا آقا غالب آیا۔ اور دشمن حق مغلوب۔

قادیان

قادیان۔ ہاں قادیان کی مقدس سرزمین! مبارک۔ تجھے حق تعالےٰ نے نوازا۔ اور تجھ میں مسیحائے زماں جیسا مبارک وجود نازل کیا۔ جس کی نظیر چودہ سو سال میں ملنا محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ مقدس زمین! تو اس پر جس قدر بھی فخر کرے۔ بجا ہے۔ میرے آقا کے مبعوث ہونے سے قبل کچھ یاد ہے۔ کہ تیری کیا حالت تھی۔ اگر بھول گئی ہے۔ تو سن لے۔ صوبہ پنجاب تو ایک طرف تجھے قرب وجوار کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے۔

پھر کیا ہؤا؟

تیرے جیسی گمنام بستی کو میرے مولیٰ نے چنا۔ کس کی طفیل۔ کیا تو نے ایسے اعمال کئے تھے۔ جس سے کہ تو شہرۂ عالم ہوگئی؟ نہیں نہیں۔ تو بھولی ہوئی ہے۔ یہ محض میرے مولیٰ کے فضل وکرم کی نگاہ اور میرے آقا مسیح پاک کی برکتیں ہیں۔ ورنہ تجھے کون پوچھتا تھا۔ اپنے در و دیوار سے پوچھ۔ زمانہ کی گردش نے تجھے زیر وزبر کرنا چاہا۔ تا تیرے وقار میں فرق آوے۔ مگر میرے اللہ نے دشمن کی سعی کو خاک میں ملا دیا۔ ہاں پھر پوچھتا ہوں۔ سچ بتا۔ وہ دن تجھے یاد ہیں۔ جبکہ بٹالے کا ایک جبہ پوش مولوی محمد حسین نامی جو اپنے تئیں سردار اہلحدیث قرار دیتا تھا۔ تیرے مٹانے کے درپے ہؤا۔ اور پھر وہ دن بھی یاد ہیں۔ جبکہ ایسے دشمن حق کو میرے مولیٰ نے نیچا دکھایا۔

اے سعید روحو! اور منصف مزاج لوگو!! میں تم سے بھی دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا تمہاری نظر سے قرآن شریف کا وہ مقام نہیں گزرا جہاں لکھا ہے۔ سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ پیارو! بتاؤ کیا وجہ ہے؟ کہ آپ لوگ باوجود کنارِ آب ہونے کے پھر بھی پیاسے نظر آتے ہیں۔ مجھوٹے بھٹکو۔ یہ مبارک ایام۔ ایسی سعادت کی گھڑیاں روز روز نہیں آیا کرتیں۔ مبارک وہ جو ایسے وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ہاں مبارک ہو انہیں جو صداقت کے جھنڈے تلے آتے ہیں۔ وہی ہیں۔ جن پر خدا راضی ہے۔ اور وہ خدا پر خوش ہیں۔

اھلاً و سھلاً و مرحباً

جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے والے محترم بزرگو! میں کن الفاظ میں آپ لوگوں کی شان کا اظہار کروں۔ تم نہایت ہی خوش قسمت لوگ ہو۔ کہ میرے آقا کو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کانوں سے اس کے روح پرور پیغامات کو سنا۔ اور دل سے ان پر یقین کیا۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک!

میرے مولیٰ! وہ کتنی خوشیوں کے دن ہوں گے۔ جبکہ میرا آقا اسی مقدس زمین میں اپنے روحانی پرندوں کا اجتماع اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ اور تیری حمد کے ترانے گاتا ہوگا۔ وہ کیسی مبارک گلیاں ہیں۔ جن سے میرے آقا کا گزر ہؤا۔ وہ کس قدر بابرکت گھر ہیں۔ جہاں کہ میرے آقا نے زندگی کے دن گزارے۔

زمانۂ وفات کے قریب کا ایک واقعہ

کہتے ہیں۔ کہ جب زمانۂ وفات قریب آیا۔ تو میرے آقا نے مخلصین جماعت کو قادیان میں جمع ہونے کی دعوت دی۔ جس پر چند سو کے قریب بزرگ جمع ہوئے۔ میرے آقا کی جب ان پر نظر پڑتی۔ تو بے ساختہ آپ کی زبان مبارک سے یہ شعر جاری ہو جاتا ؎

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

حضور نہایت خوش ہوتے اور فرماتے۔ کہ میں اپنے اللہ کا کن الفاظ میں شکر یہ ادا کروں وہ اپنے وعدوں کا سچا اور اپنے بندوں کا ناصر خدا ہے۔ اس نے قبل از وقت قادیان کی نسبت مجھے اطلاع دی۔ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق۔ کہ یہاں اس کثرت سے لوگ دور دراز ممالک سے آئیں گے کہ اس زمین میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ پھر کہا۔ وسع مکانک۔ کہ اپنے مکانوں کو وسیع کر۔ پھر فرمایا پیارے میرے صادق مسیح مشن! "میں تجھے برکت دوں گا۔ اور بہت برکت دوں گا۔ یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔"

(کتاب البریہ ص۱۴۸ حاشیہ)

بیشک خدا کی باتیں پوری ہونگی

لاریب وہ زمانہ آرہا ہے۔ جب یہ سب باتیں پوری ہوں گی۔ مگر عقلمند انسان کب ان تمام باتوں کے وقوع میں آنے تک کا انتظار کرتا ہے۔ اس کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہے۔

پس اے عاقبت کا فکر کرنے والو۔ اور عقلمند لوگو! آج خدا کے پیارے کا پیارا محمود تخت خلافت پر رونق افروز ہے۔ جس کے عہد مبارک میں ہی وہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ جس کی قبل از وقت خبر دی گئی تھی۔ دیکھو۔ اس وقت تو چند سو نفوس کو دیکھ کر ہی خدا کا پیارا مسیح خوش ہو رہا تھا۔ مگر آج ہر سال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر ہزارہا کی تعداد میں مخلوق خدا کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں مختلف ممالک اور مذاہب کے لوگ شمولیت اختیار کرکے اس امر کی شہادت دے رہے ہوتے ہیں۔ کہ واقعی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا کے راستباز نبی تھے۔ کوئی ہے۔ جو اس سے نصیحت حاصل کرے۔

ہر احمدی کا فرض

اے خدا کی مقدس جماعت اور میرے آقا کے ماننے والے دوستو! تم پر بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ کمر ہمت باندھ کر دن رات تبلیغ سلسلہ میں سرگرم ہو جاؤ۔ اور وہ نعمت جو تم نے پائی ہے۔ ہر ایک کو پہنچاؤ۔ تاکہ وہ بھی اس سے بہرہ ور ہو کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل کریں۔ والسلام

خادم احمدیت خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی
محلہ دارالبرکات قادیان

جلسہ سالانہ کا چندہ جن جماعتوں نے پورا نہیں کیا وہ جلد ادا کردیں

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ بفضلہ تعالےٰ بخیرو خوبی سے ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اب احباب و عہدیداران جماعت کو یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ بعد اختتام جلسہ وہ اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہوگئے ہیں۔ بلکہ اب جلسہ سالانہ کے لئے جو اشیاء اور اجناس خورونوش وغیرہ خرید کی گئی تھیں۔ ان کے حسابات چکائے جانے ہیں۔ اور ان کے حسابات تب ہی ادا کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ تمام جماعتوں سے چندہ جلسہ سالانہ کی جو رقم بشرح دس فی صدی مقرر کی گئی تھی۔ وصول ہو جائے۔ ابھی بہت سی جماعتوں سے جلسہ سالانہ کا چندہ پورا وصول نہیں ہؤا۔ اور بعض کی طرف سے بالکل وصول نہیں ہؤا۔ اسلئے احباب وعہدہ داران جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنا اور اپنی جماعت کا چندہ جلسہ سالانہ بہت جلد وصول کرکے بھجوائیں۔ تا جلسہ سالانہ کے اخراجات ادا کئے جاسکیں۔ اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ کہ گذشتہ مجلس مشاورت پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چندہ جلسہ سالانہ کو بھی لازمی قرار دے دیا ہؤا ہے پس جب تک ہر ایک جماعت سے مطابق بجٹ چندہ

خلافت جوبلی فنڈ کے متعلق احباب اپنی ذمہ واری کو پہچانیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

؎ بکوشید اے جواناں تا بدیں قوّت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا

(از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

شکر گزاری کا خاص موقعہ

خلافت جوبلی فنڈ کی تکمیل کا وقت اب بہت قریب آرہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ۱۴ر مارچ ۱۹۳۹ء کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ اپنی خلافت کے پچیس سال پورے کرلیں گے۔ اور حسنِ اتفاق سے اسی ماہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام پر بھی پچاس سال کا عرصہ پورا ہو رہا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی بیعت مارچ ۱۸۸۹ء میں لی تھی۔ اس طرح یہ سال ہمارے لئے دوہری خوشی کا سال ہے۔ اور چونکہ مومن کی خوشی بھی عبادت اور شکر گزاری کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسلئے ہمیں چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اس موقعہ پر خلافت جوبلی فنڈ کی تحریک کرکے جماعت کو اس اہم شکر گذاری میں حصہ لینے کا موقعہ دیا۔

جذبۂ شکر گزاری کا عملی ثبوت

چودھری صاحب نے اس کے لئے تین لاکھ روپے کی تحریک کی ہے۔ اس رقم کی تعیین میں جماعت کا مشورہ شامل نہیں تھا۔ ورنہ بالکل ممکن ہے۔ کہ وہ اس سے بھی زیادہ رقم کا فیصلہ کرتی۔ یا یہ بھی ممکن ہے۔ کہ دوسرے چندوں کے پیش نظر اس سے کم رقم کا فیصلہ کرتی۔ مگر بہر حال جب ہمارے معزز محرک صاحب نے ایک رقم کی تعیین فرما دی ہے اور اس میں سے ایک تہائی رقم کے جمع کرنے کی خود ذمہ واری لی ہے۔ تو اب جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ بقیہ دو لاکھ کی رقم کو وقت کے اندر اندر پورا کرکے اپنے جذبہ شکر گزاری کا عملی ثبوت پیش کرے یہ درست ہے۔ کہ اس سال چندوں کا غیر معمولی بوجھ جمع ہوگیا ہے۔ چنانچہ چندۂ عام اور چندہ تحریک جدید اور چندہ جلسہ سالانہ کے علاوہ اس سال صدر انجمن احمدیہ کے قرضوں کی ادائیگی کے لئے چندۂ خاص اور پھر مسجد اقصےٰ اور مسجد مبارک اور منارۃ المسیح کے لئے خاص تحریکات ہو رہی ہیں۔ اور جماعت کی مالی طاقت نہایت محدود ہے۔ اسلئے اس موقعہ پر خلافت جوبلی فنڈ کے چندے کی تحریک یقیناً جماعت کے لئے ایک بھاری بوجھ کا باعث سمجھی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ بوجھ بہر حال جماعت نے ہی اٹھانے ہیں۔ اور قربانی کے جس مقام پر جماعت کو کھڑا کیا گیا ہے۔ اس کے پیش نظر یہ بوجھ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے۔ وہ سلسلہ کا مال ہے۔ اور ہمارا احمدیت کے عہد کو قبول کرنا یہی معنی رکھتا ہے۔ کہ ہم نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو اپنے مالوں کا مالک نہیں۔ بلکہ صرف امین خیال کریں گے۔ اور خدا کی طرف سے آواز آنے پر اپنے اموال کی پائی پائی لاکر سلسلہ کے قدموں میں ڈال دیں گے۔ یہی وہ روح ہے۔ جو خدا ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی وہ روح ہے جو ہمیں کامیابی کا منہ دکھا سکتی ہے۔

عظیم الشان ذمہ واری کو پہچانیں

پس اب جبکہ خلافت جوبلی کا وقت قریب آرہا ہے۔ میں دوستوں سے یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس بارے میں اپنی عظیم الشان ذمہ واری کو پہچانیں۔ اور ایسی قربانی کا نقشہ پیش کریں۔ جو ان کی شان کے مطابق ہے۔ شان سے میری مراد مالی شان نہیں ہے۔ کیونکہ مالی لحاظ سے تو ہم ایک بہت غریب جماعت ہیں۔ بلکہ شان سے میری مراد ایمان کی شان ہے۔ جس کے آگے کوئی قربانی بڑی نہیں سمجھی جاسکتی۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ ان کے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر نقد روپیہ نہیں ہے۔ تو اکثر لوگوں کے پاس کچھ نہ کچھ جائیداد تو ہے۔ خواہ وہ زمین اور مکان کی صورت میں ہو۔ یا زیور وغیرہ کی صورت میں۔ پس جس شخص کے پاس کوئی جائیداد ہے۔ وہ بھی اسی طرح اس ذمہ واری کے نیچے ہے۔ جس طرح کہ نقد روپے والا اس کے نیچے ہے۔ اگر ہم اپنے بیاہ شادیوں کے موقعہ پر اپنی جائیدادوں کا ایک حصہ رہن یا بیع کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سلسلہ کی ایک خاص خوشی کے موقعہ پر جو گویا جماعت کی شادی کا موقعہ ہے۔ ہم اپنی خوشی اور اپنے ایمان کے مطابق خرچ نہ کریں۔ خصوصاً جبکہ افراد کی شادی کے موقعہ پر خرچ کیا ہوا روپیہ ضائع چلا جاتا ہے۔ مگر یہ روپیہ سلسلہ کی ضروریات پر خرچ ہوگا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے گا۔

پس اے دوستو! اپنی ذمہ واری کو پہچانو۔ اور اپنے ایمان اور اخلاص کے امتحان کے لئے تیار ہو جاؤ۔ دشمن کی نظر ہمارے اوپر ہے۔ اور وہ دیکھ رہا ہے۔ کہ تم اپنے پیارے سلسلہ اور خلافت حقہ کے لئے قربانی کا کیا نمونہ دکھاتے ہو۔ سلسلہ کے کام تو بہر حال ہو کر رہیں گے۔ کیونکہ یہ ایک ازل سے جاری شدہ آسمانی قضاء ہے۔ جو ہرگز ٹل نہیں سکتی۔ مگر مبارک ہے وہ جو اس آسمانی قضاء کی تکمیل میں حصہ دار بنتا ہے۔ وہ دنیا میں خدا ہی کے دیئے ہوئے مال سے کچھ تھوڑا سا مال خدا کو واپس دے کر اپنے لئے نہ صرف دنیا میں لسان صدق حاصل کرتا ہے۔ بلکہ جنت میں بھی ایک ایسے مکان کی بنیاد رکھتا ہے۔ جسے کبھی زوال نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری آنکھیں کھولے۔ اور ہمیں اس قربانی کی توفیق دے۔ جو خدا کی آخری جماعت کے شایانِ شان ہے۔ اے اللہ! تو ایسا ہی کر۔ اور ہمیں اپنے فضل سے دنیا و آخرت میں کامل سرخروئی عطا فرما۔ کیونکہ کوئی توفیق تیرے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ آمین اللّٰھمّ آمین۔

خلافت جوبلی فنڈ کہاں خرچ ہوگا؟

بعض لوگ دریافت کیا کرتے ہیں۔ کہ خلافت جوبلی فنڈ کا چندہ کہاں خرچ ہوگا۔ اس کا یہ جواب ہے۔ جو سب دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ رقم جمع کرکے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش کردی جائیگی اور پھر حضور اسے سلسلہ کے مفاد میں جس طرح پسند فرمائیں گے۔ خرچ فرمائیں گے۔ یعنی اس کے خرچ کے متعلق چندہ پیش کرنے والوں کی طرف سے کوئی حد بندی یا قید نہیں ہوگی۔ کہ ضرور فلاں مد میں خرچ کی جائے۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا۔ کہ مثلاً یہ روپیہ ضرور سلسلہ کی تبلیغ میں خرچ کیا جائے۔ یا ضرور جماعت کی تعلیم و تربیت میں خرچ کیا جائے وغیرہ ذالک۔ بلکہ خرچ کی مد یا مدات کا فیصلہ کرنا کلیتہً حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اختیار میں ہوگا۔ کہ خواہ وہ اسے تبلیغ میں خرچ فرمائیں۔ یا تعلیم و تربیت میں خرچ فرمائیں۔ یا جماعت کے بیت المال کی مضبوطی میں خرچ فرمائیں۔ یا کسی اور مد میں جسے حضور پسند فرمائیں۔ اسے خرچ کریں۔ اس معاملہ میں جماعت کی طرف سے کوئی شرط یا حد بندی نہیں ہوگی۔ اور جماعت کو بہر حال یہ یقین رکھنا چاہیئے۔ اور اسے یہ یقین ہے۔ کہ حضور اس رقم کو اس سے بہتر مصرف میں لائیں گے۔ جو جماعت خود مقرر کرسکتی ہے۔

مسجد مبارک کے متعلق حضرت مسیح موعود ؑ کا صحیح الہام

مسجد مبارک کے الہام کے متعلق بہت سے دوست غلطی کھاتے ہیں۔ اسلئے اسے صحیح صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ آئندہ غلطی نہ ہو۔ اصل الہام یہ ہے:

مُبَارَکٌ وَّمُبَارِکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ

یعنی پہلے مبارک کی ر پر زبر ہے دوسرے کی ر کے نیچے زیر ہے۔ اور تیسرے پر پھر زبر ہے۔ علاوہ ازیں پہلے دو مبارک کے ک کے اوپر رفع کی تنوین ہے۔ اور تیسرے مبارک کے نیچے تنوین ہے۔ اور یجعل کا لفظ بصیغہ مجہول ہے۔ اور معنی اس الہام کے یہ ہیں کہ:

"یہ مسجد نہ صرف خود برکت والی ہے۔ یعنی برکت یافتہ ہے۔ بلکہ برکت دینے والی بھی ہے۔ یعنی برکت دہندہ ہے۔ اور اس مسجد میں ہر قسم کے برکت والے کام ہوتے رہیں گے"۔ امید ہے۔ آئندہ دوست اس الہام کو اچھی طرح یاد رکھیں گے۔ اور اس کے متعلق کسی غلطی میں مبتلا نہیں ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

عصمت انبیاءؑ ازروئے قرآن مجید

بائیبل نے انبیاء کرام پر ایسے ناروا اور حیا سوز حملے کئے۔ ایسے گندے۔ ناشائستہ اور مزیل شان الزام لگائے۔ ایسے نفرت انگیز اور سوقیانہ طعن کئے۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کہ یہ نبی ہیں۔ یا گناہ کے پتلے۔ اور یہ صرف اسلئے کیا گیا۔ کہ تا تمام انبیاء کو گنہگار جتلا کر اور صرف یسوع ناصری کو پاک اور تمامتر عیوب سے معرا بتلا کے کفارہ کا واحد اجارہ دار دکھلایا جائے۔ لیکن قرآنمجید نے تمام انبیاء کی بریت کی۔ اور بتلایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نبی معصومیت کے مقام پر ہوتے ہیں۔ ان کے تمام افعال کا محرک خود خدا تعالےٰ ہوتا ہے۔ ہاں وہ الہٰی تصرف کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور شیطانی تسلط سے بکلی آزاد۔ وہ نقائص و معائب سے مبرا پاکباز اور مطہر ہوتے ہیں۔ ان کے تطہر اور تقدس پر کوئی شائبہ اشتباہ کا لازم نہیں۔ بحالیکہ قرآن مجید انبیاء کو معصوم عن المعصیت پیش کرتا ہے۔ لیکن نصاریٰ ببانگ بلند دعاوی کرتے ہیں۔ کہ انبیاء کرام معصوم نہ تھے۔ لوث گناہ سے ہرگز ہرگز پاک نہ تھے۔

اور اس ادعائے باطل اور خیال فاسد کی بناء قرآن مجید کی آیات پر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت میرے سامنے ایک رسالہ بنام "بیگناہ نبی" ہے۔ جس میں بزعم خویش خدا تعالےٰ کے پاکباز نبیوں کو ازروئے قرآن مجید گنہگار دکھلایا گیا۔ ان کی شان تقدس پر طرح طرح کے ناروا اور حیا پاش حملے کئے گئے۔ ان کی ردائے معصومیت کو معصیت کے داغوں سے داغ آلود کرکے دکھانے کی کوشش کی گئی۔ پھر تحیر کن امر یہ کہ ان تمام خرافات رذیلہ کو قرآن مجید کی طرف منسوب کیا۔ جو انبیاء کو سراپا معصوم ہاں پیکر عصمت بتلاتا ہے۔ ادنیٰ تامل اور معمولی التفات سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قرآنمجید (جس کا ادعا عصمت انبیاءؑ رہا ہے) کی طرف عدم عصمت انبیاء کا دعوےٰ منسوب کرنا کیونکر حقیقت ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر صرف بائیبل پر اس دعوےٰ کی بنیاد رکھ کر اس پر دلائل کی عمارت استوار کی جاتی۔ تو خوب تھا۔ کیونکہ بائیبل نے انبیاء کرام پر ایسی بہتان طرازی کی۔ کہ الاماں۔

ایسے ناکردنی افعال کا مرتکب تبلایا۔ کہ ان سے انسانیت گھن کھاتی ہے۔ وہ شرافت سوز الزامات لگائے۔ کہ ایک شریف انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ … کہ کیا یہی ہیں نبی جو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے۔ کیا یہی ہیں واعظان بے عمل کہ جن کی اقتدار کا ہمیں حکم اور جن کا تسلیم کرنا لازمی ہے۔ کیا یہی ہیں خدا کے مرسل (نعوذ باللہ) جن کے دل ہوس پرستیوں اور معصیتوں سے سیاہ ہو چکے۔ جو نفس کے غلام جسدی لذات کے بندے۔ جن کے رگ و ریشہ میں جذبات بہیمیہ کا زہر پوشیدہ ہے۔ ہاں کیا یہی ہیں۔ انبیاء جو لیت اخلاق۔ تعیشات کے دلدادہ اور ایسے حیا سوز افعال کے مرتکب ہوئے۔ کہ جن سے ایک معمولی شریف انسان بھی کنارہ کش ہے۔ پس انسانی کانشنس ہی اس خیال باطل کو دھکے دے رہی ہے۔ کہ انبیاء کرام گناہ آلود متصور ہوں۔ اور ان کو طرح طرح کے قبیح گناہوں اور آلائشوں میں مبتلا یقین کیا جائے۔ بلکہ ایسا دعویٰ شمہ بھر حقیقت سے بھی بے نیاز ہے۔ اور یہ نصاریٰ کی چشم بدبیں کی کارفرمائی اور ان کے تعصب کی کرشمہ سازی ہے۔ جو ظہور میں آرہی ہے۔ ورنہ صداقت وحقانیت سے یہ دعوےٰ اس طرح بعید ہے۔ جس طرح زمین سے آسمان۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ میں ثابت کروں کہ قرآن مجید کی رو سے انبیاءؑ معصوم ہیں۔ میں چند تمہیدی باتیں پیش کرنا لازمی اور لابدی یقین کرتا ہوں۔

بعثت انبیاء کی غرض

خدا تعالےٰ نے ابتدائے آفرینش سے انبیاء کو مبعوث کیا۔ تا وہ لوگوں کو بدیوں اور گناہوں کے بے پناہ سیلاب سے محفوظ رکھیں۔ اور گم گشتگان کو طریقت اور راہ سلوک پر گامزن کرکے منزل مقصود تک پہنچائیں۔ چنانچہ یہ قانون الہٰی ہے۔ کہ جب دنیا اعمال حسنہ سے بے کنار ہو چکی ہے۔ اور اعمال سیئہ کو تعویذ جاں بنا لیتی ہے۔ فسق وفجور معصیت اور اباحت کے عمیق قعر ظلمانی میں گری ہوتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ انبیاء مبعوث کرتا ہے۔ جو لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں۔ اور بدیوں کے اتھاہ گڑھے سے نکال کر اعلےٰ معراج پر پہنچا دیتے ہیں۔ جو دنیا کو قعر مذلت سے نجات دے کر اوج کمال پر لے جاتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ ادیان پر نظر دوڑانے سے یہ امر ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے مکرم انبیاء آتے ہیں۔ بہتوں کو ہدایت دیتے ہیں۔ اور گناہوں سے رستگاری دے کر تقوےٰ شعاری کو دلوں میں جاگزیں کرکے محبت الہٰی کی عطر بیزی سے مشام روح کو معطر کرتے ہیں۔ اور اپنی آمد کی علت غائی یعنی شرک کا قلع قمع کرکے دور افتادہ دنیا کو آستانۂ الوہیت پر جھکا دیتے ہیں۔ اور الہ العالمین کا پرستار بنا کر فلاح دارین کا وارث ٹھیراتے ہیں۔ غرض انبیاء کی بعثت سے روحانی خشک سالیاں بکلی معدوم ہوتی ہیں۔ دنیا کی خزاں ظلالت ختم ہوتی ہے۔ راحت ورحمت کی بدلیاں آسمانِ رحمت پر منڈلاتی ہیں۔ پھر حیات ونمو اور تروتازگی سے پژمردہ دل ازسرنو سرسبز وشاداب ہوتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ اسی مضمون کو پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ومن اٰیاتہٖ یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینزل من السماء ماءً فیحیی بہ الارض بعد موتھا ان فی ذٰلک لاٰیاتٍ لقوم یعقلون (پ ۳۰ ع ۶) کہ قدرت الہٰی کی نشانیوں سے یہ نشانی ہے۔ کہ جب زمین پر مردنی چھا جاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ آسمان پر بارش کی علامات ظاہر کر دیتا ہے۔ اور لوگ امید وبیم کی نظروں سے انہیں دیکھتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اور مردہ زمین کو تروتازہ کر دیتا ہے۔ اس مثال میں اہل دانش کے لئے نشانیاں مضمر ہیں۔ اب ارباب دانش خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس طرح مادی دنیا کی حیات وبقا کے لئے رب العالمین نے انتظام کیا۔ یعنی جب زمین تشنہ ہوتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ آسمان سے پانی بھیج دیتا ہے۔ اور جب اہالیان دنیا اپنی غذا کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ تو موسم ربیع کو بھیج دیتا ہے۔ اور خزاں اپنی تمام ہلاکت آفرینیوں سے اٹھ جاتی ہے۔ اسی طرح عالم روحانیت میں انتظام کیا گیا۔

چنانچہ جب لوگ گناہوں اور بدیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان پر روحانی تشنگی طاری ہوتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ انبیاء مبعوث کرتا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (سورۃ نحل ع ۵) پھر فرمایا۔ ولکل قوم ھاد (رعد ع ۱) یعنی ہر قوم میں خدا کے برگزیدہ نبی اور رسول ہدایت واصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے۔ جو کہ کہتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے مجتنب رہو۔ گویا ہر رسول یہی مشن لے کر آیا۔ اور تا زیست اسی کے لئے کوشاں رہا۔ کہ وہ خفتہ ارواح کو بیدار کرے۔ اور لوگوں کو گناہوں سے بچائے۔ اب تو یہ بات نہایت سہل اور سریع الفہم ہو جاتی ہے۔ کہ جب قرآنمجید میں انبیاء کی آمد کی غرض گناہوں کی خشک سالی کو دور کرنا اور لوگوں کو ہدایت دینا ہے۔ ان کا فرض منصبی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ تو یہ کیونکر باور ہو سکتا ہے۔ کہ انبیاء خود گناہ آلود ہوں۔ اور بالکل اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کی زد میں آئیں۔ کیا عقل سلیم ماننے کے لئے تیار ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا رسول جس کا مطمع نظر ہی لوگوں کو ہدایت دینا ہو۔ جو صرف اسی لئے مبعوث کیا گیا ہو۔ کہ لوگوں کو گناہوں سے بچائے۔ جس کا مقصد وحید روحانیت کا انتشار ہو۔ وہ بھی گناہ آلود ہو۔ اور لوگوں کو تو کہے۔ کہ اے لوگو۔ شرک سے بچو۔ جھوٹ نہ بولو۔ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے احکام سے سرتابی نہ کرو۔ لیکن خود مشرک۔ کاذب۔ نافرمان اور نعوذ باللہ زانی تک بھی ہو۔ اعوذ باللہ من ھذا الخرافات

نوٹ :۔ بائیبل انبیاء کرام کو ہمہ الزامات مذکورہ سے ملزم ٹھیراتی ہے۔ دیکھو حوالہ جات ذیل :۔
پیدائش ۱۹/۲۳ ۲۴ – ۳۶/۶ تا ۲۴ – ۲۷/سارا ۱ – خروج باب ۳۲ پیدائش ۹/۲۰ تا ۲۷ – ۱۲/۱۰ تا ۲۰۔

(۱) عصمت انبیاء پر قرآنی شواہد

یہ دیدہ دلیری نصاریٰ کو ہی زیب دیتی ہے۔ کہ وہ انبیاء کرام کو جو اپنے زمانہ کے ہادی اور مصلح اور مزکی ہوتے ہیں۔ گناہوں سے ملوث دکھائیں۔ ان کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنا کر ان پر زبانِ طعن دراز کریں۔ ورنہ ایک صداقت شعار اور ہوشمند ایسے خیال پر تھوکتا بھی نہیں۔ کیونکہ اس باطل عقیدہ سے تو انبیاء کرام اپنے مقصد میں ہی مخل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ وہ دوسروں کو بچاتے بچاتے خود خود گناہوں کی دلدل میں پھنس جائیں۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے۔ اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس۔ کہ خدا تعالےٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول منتخب کرتا ہے۔ اور پھر دوسری جگہ تصریح کر دی۔ کہ میرے انتخاب میں غلطی ممکن نہیں۔ کیونکہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اللہ خوب جانتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ منصب رسالت کے کون قابل ہے۔ اب ایک سلیم العقل کا پاک کانشنس بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب انبیاء خود خدا تعالےٰ چنتا ہے۔ اور پھر اس کا انتخاب بھی کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ وہ عالم الغیب ہے۔ جس کو منصب رسالت کے قابل سمجھتا ہے۔ جس میں اس منصب کی اہلیت اور استعداد پاتا ہے اسکو اس منصب سے سرفراز کرتا ہے۔ تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ خدا کا چُنا ہؤا۔ جس کا مقصد افتادہ لوگوں کو چشمۂ روحانیت سے سیراب کرنا اور اسکی آمد کی علت غائی لوگوں کو گناہوں سے بچانا ہے۔ خود بھی گناہوں میں مبتلا ہو جائے۔ میں حیران ہوں۔ کہ نصاریٰ ان گناہوں کے ہوتے ہوئے بھی قرآن مجید سے انبیاء کی معصیت ثابت کرتے ہیں۔ کیا وہ اتنا نہیں سوچ سکتے۔ کہ خدا کا انسانوں میں سے رسول چننا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسوں کو ہی منتخب کرتا ہے۔ جو گناہوں سے محفوظ اور معصومیت کے مقام پر ہوں۔ اور منصب رسالت کے قابل۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے سرکشوں نافرمانوں کو نعوذ باللہ منصب رسالت کے لئے چنا۔ تو بایں صورت انبیاء اور عوام میں امتیاز ہی اٹھ جاتا ہے۔ اور انتخاب الٰہی نتیجہ خیز ہی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بے سود ٹھہرتا ہے۔ پس اگر خدا کا چنیدہ بھی محبت الٰہی اپنے دل میں سرد کر کے نفسانی خواہشات کی پیروی کرے۔ لوگوں کو بدیوں سے بچاتا بچاتا خود بدیاں کرے۔ اور گناہوں کے قعرِ ظلمانی میں بری طرح گرے۔ تو گویا خدا تعالےٰ پر حملہ ہؤا۔ اور اس کے انتخاب میں شک۔ بایں صورت تو خدا تعالیٰ کا انتخاب ہی غلط ثابت ہوتا ہے اور اس میں نقص لازم آتا ہے۔ کہ ایک ایسے شخص پر بارِ رسالت ڈالا۔ جو نفسانی خواہشات سے مملو۔ اور گناہ صغائر و کبائر کا مرتکب ہے۔ یعنی ناقابل منصب رسالت۔ پس ثابت ہے کہ انبیاء کے لئے ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت سے روگردان ہوں۔ اور ان پر شیطانی تسلط ہو۔ چنانچہ صرف انبیاء ہی نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ خاص الخاص بندوں کے لئے (جو عبودیت اعلیٰ کے مقام پر ہوتے ہیں) فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ کہ میرے برگزیدہ بندوں پر تیرا ہرگز تسلط نہ ہوگا۔ اور وہ تیرے شر اور مس سے ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ مصئون اور مامون رہیں گے۔ چنانچہ شیطان نے خود اقرار کیا۔ فَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (پ ۱۴ ع ۳)۔ کہ مجھے

تیری عزت کی قسم۔ کہ میں سوائے تیرے مخلص بندوں کے سب کو گمراہ کروں گا۔ پس ان آیات سے ثابت ہے۔ کہ ایسی عباد الرحمان کی ایک جماعت ہے۔ جو شیطانی تصرف سے بالکل محفوظ ہے۔ اور ان میں شیطان کا ذرہ بھر حصہ نہیں۔ بلکہ وہ خالص خدا تعالےٰ کے بندے اور اسی کے رنگ میں ہمہ تن رنگین ہوتے ہیں۔ اب ثابت ہوگیا۔ کہ خدا تعالےٰ جس کو منصب رسالت عطا کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو خاص طور پر چنتا ہے۔ اور وہ شیطانی تصرف سے بکلی آزاد ہوتا ہے۔ ناں وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہوتا۔ بلکہ اس نے دنیا کو پیام ہدایت سنانا ہوتا ہے۔ اسکو گناہوں سے نکالنا ہوتا ہے۔ اور اسی مقصد وحید کو بپایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وہ مبعوث ہوتا ہے۔ اسلئے اس کو گناہوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور محفوظیت اور معصومیت کے مقام پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ شعاعِ الہام کی تمام کرنوں کو اپنے صافی شیشۂ دل میں منعکس کر کے نبوت کے درجہ پر سرفراز ہوتا ہے۔ اور اس کے شامل حال خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت ہوتی ہے۔ جو اس کے پائے ثبات کو جادۂ استقامت پر جمائے رکھتی ہے۔ اور سرِ مو انحراف سے بچاتی ہے۔ چنانچہ یہی خدا تعالےٰ کے انتخاب میں راز ہے۔ جو ہر ایک نبی کے زمانہ میں الم نشرح ہؤا۔ اور یہی انتخاب الٰہی عصمت انبیاء پر ایک زبردست برہان ہے۔ پس یاد رکھو۔ اگر نبی خود گناہوں میں مبتلا ہو جائے۔ تو وہ ناقابل منصب رسالت ہؤا۔ لیکن خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ میں چنتا ہی ایسوں کو ہوں۔ جو منصب رسالت کے قابل اور عبودیت کے اس اعلیٰ مقام پر ہوں۔ جہاں (بموجب آیت کریمہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطٰن) شیطان کا کوئی دخل نہیں۔ اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ از روئے قرآنمجید انبیاء معصوم ہیں۔ اور قرآن مجید سے انبیاء کو غیر معصوم ثابت کرنا بقعہ نور میں اندھیرا تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی بدیہی اور مبرہن آیات سے ثابت ہے۔ کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔ اور وہ الٰہی تصرف کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور شیطانی تسلط سے بکلی آزاد۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من الرسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدًا سبحانہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول و ہم بامرہ یعملون .... سورہ انبیاء

ترجمہ :۔ اور ہم نے کوئی رسول تم سے پہلے نہیں بھیجا۔ جس کی طرف ہم نے یہ وحی نہ کی ہو۔ کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں۔ کہ رحمان نے ایک بیٹا بنا لیا ہے۔ وہ اس سے پاک ہے۔ لیکن (خدا کے رسول) مکرم بندے ہیں۔ اور جو خدا کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہیں کرتے۔ اور اس کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ (خدا تعالیٰ) جانتا ہے گذشتہ اور آیندہ باتوں کو۔ وہ انبیاء کسی کی شفاعت نہیں کرتے۔ بجز اسکی جس پر خدا خوش ہو۔ اور اس کے خوف سے ڈرتے ہیں“۔

ان آیات سے ثابت ہے۔ کہ انبیاء ہرگز کلام نہیں کرتے۔ جب تک کہ خدا تعالےٰ وحی نہ کرے۔ اور کوئی کام نہیں کرتے۔ جب تک خدا تعالےٰ کا حکم نہ ہو۔ گویا کہ انبیاء کے اقوال و افعال کو اپنے اقوال و افعال قرار دیتا ہے۔ پس بایں صورت انبیاء کرام پر الٰہی حکموں کی خلاف ورزی کا الزام لگانا صداقت و حقانیت کا خون کرنا ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات واضحہ کے صریح خلاف ہے۔ قرآن مجید تو صاف لفظوں میں کہتا ہے۔ کہ انبیاء خدا تعالیٰ کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور الٰہی اقوال و افعال ان کے اقوال و افعال ہوتے ہیں۔ ناں وہ بکلی خدائی تصرف میں ہوتے ہیں۔ جس طرف خدا تعالیٰ انہیں چلاتا ہے۔ وہ ادھر چلتے ہیں۔ ان کی اپنی خواہشات نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ایک کل کی مانند ہوتے ہیں۔ پس انبیاء کرام کو الٰہی احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دینا فحش غلطی ہے۔ اور قرآنمجید کے بالکل خلاف ہے۔

ان آیات کو پڑھ کر نصاریٰ غور کریں۔ کہ کیا قرآنمجید جس کا ادعا عصمت انبیاء ہے۔ نبیوں کو گنہگار بتلا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ قرآن مجید نے عملاً بھی انبیاء کی بریت کی۔ اور بائیبل کے الزامات سے مبرا کیا۔ فَفہم و تدبر ولا تکن من الغافلین۔

(شیخ عبد القادر لائل پوری)

تحریک جدید سال پنجم کی مالی قربانی میں بیرون ہند کی جماعتوں اور افراد کیلئے قابل تعریف و قابل تقلید مثالیں

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ”تحریک جدید سال پنجم کی مالی قربانی“ میں ہندوستان کی جماعتیں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ اور بعض احباب نے تو ”سال چہارم“ پر اتنا اضافہ کیا ہے۔ کہ ”سال سوم“ سے بھی اس کو بڑھایا ہے۔ تا ان کا نام اس گروہ میں آجائے۔ جنہوں نے دس سال تک ہر سال پہلے سال سے بڑھ کر چندہ دیا ہے۔ اگرچہ ابھی تک بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتوں سے وعدے موصول نہیں ہوئے۔ مگر مکرم ڈاکٹر محمد شاہ نواز خانصاحب۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مگاڈی کے وعدے جو دس اور پچیس فی صدی اضافہ کے ساتھ ہیں۔ حضور کے پیش ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب مگاڈی سے اپنا وعدہ حضور کے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

محبت اور اخلاص سے لبیک کہتا ہؤا حاضر ہوں۔ گو بعض دوستوں کی طرف سے مجھے کہا گیا ہے۔ کہ مالی استطاعت سے بڑھ کر قدم رکھنا شاید نیکی نہیں۔ میں ان کا ممنون ہوں۔ ان کی بات پر غور کرتا ہوں۔ مگر میرا دل بار بار غور کرنے کے باوجود بھی ان کی بات ماننے سے انکار کرتا ہے۔ اور گواہی دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سے بچائے گا۔ کہ میرا قدم پیچھے کی طرف ہٹے۔ حضور کی تحریک کے اعلان سے قبل بحالت تنگدستی حسرت سے سوچا کرتا تھا۔ کہ اب کے اعلان پر میں کیا لکھاؤں گا۔ اور کہاں سے ادا کروں گا۔ مگر ہر دفعہ میرے مولیٰ کریم نے احسان فرمایا۔ ہمیشہ پہلے سے زیادہ لکھانے اور میعاد کے اندر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے دل سجدہ میں گر جاتا ہے۔ پس میں مجبور ہوں۔ کہ چندہ پہلے کی نسبت سے زیادہ لکھا دوں۔ اور مجھے میرا ایمان کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے خود ادا کر دیگا۔ پس میں سابق بالخیرات کے شوق میں اس سال بھی 6/4/3 روپیہ کا وعدہ اضافہ کے ساتھ پیش حضور کر رہا ہوں۔ بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتوں کو خصوصاً اور ہندوستان کی جماعتوں کو عموماً سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا بھی یہ اسوہ یاد رہنا چاہیئے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ”سال سوم“ کے چندہ پر جو جماعت احمدیہ کے لئے ”بے مثال قربانیوں کا سال ہے“۔ ”سال پنجم“ میں دو دس فی صدی (بیس فی صدی) کا اضافہ فرمایا ہے۔ پس ان مثالوں اور حضور کے اسوہ کے ماتحت جن احباب کو اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ انہیں اس سے بھی زیادہ اضافہ کرنا چاہیئے۔ جو احباب اس سال تک ہر سال پہلے سال سے بڑھ کر چندہ دیتے جائیں گے۔ ان کا نام اس گروہ میں آجائیگا۔ جس میں حضور ایدہ اللہ ہیں۔ پس اس خواہش کے رکھنے والوں کو یہ بھی یاد رہنا چاہیئے۔ کہ جن احباب نے سال چہارم میں سال اول کے برابر چندہ دیا ہے۔ ان کو اب سال چہارم پر اتنا اضافہ کرنا چاہیئے۔ جو سال سوم سے بڑھ جائے۔ اور ایسا کرنے کی

اجازت ہے۔ یعنی اضافہ کیا جا سکتا ہے [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

۵۲۷۹ع - منکہ حسن بیگم زوجہ غلام مجتبیٰ عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۳ ۱۰/۳۸ ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱۱/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری وفات کے بعد جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:۔ میرا ایک مکان پختہ واقعہ محلہ دار البرکات مشتمل بر چار کمرہ دو برآمدہ باورچیخانہ و غسل خانہ قیمتی تین ہزار تین سو روپیہ ہے۔ اور جو زیور میرا ذاتی ہے۔ وہ صرف بٹن طلائی قیمتی -/-/۸ روپیہ دو عدد انگوٹھی طلائی قیمتی -/-/۱۶ روپیہ ایک جوڑا کانٹے طلائی قیمتی -/-/۱۰ روپے۔ حق مہر میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد تین ہزار تین سو چوالیس روپے ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں اس جائیداد کے حساب میں کچھ روپیہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردوں۔ تو وہ روپیہ اس سے منہا کردیا جاویگا۔

الامۃ:۔ حسنا بیگم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد غلام مجتبیٰ خاوند موصیہ قادیان۔ گواہ شد محمد آمین دار السعۃ قادیان۔

۵۲۸۰ع - منکہ رضیہ بیگم زوجہ ملک صدیق احمد قوم ککے زئی عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن پاکپٹن ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۵/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد بصورت زیورات طلائی پچیس تولہ سونا اور مبلغ پانصد روپیہ مہر جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ جسکی مجموعی قیمت چودہ سو -/-/۱۴۰۰ روپے ہوتی ہے۔ اس چودہ صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ نہ میری کوئی جائیداد ہے۔ نہ کوئی ماہوار آمدنی۔ اگر اس حصۂ وصیت میں کوئی رقم میں اپنی وفات سے پہلے صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کردوں۔ تو وہ میری وصیت کی رقم سے منہا کردی جائے گی۔ اور میری وفات پر اس کے علاوہ اور کوئی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامۃ:۔ رضیہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ ملک صدیق احمد خاں خاوند موصیہ گواہ شد:۔ نیاز احمد ڈسپنسر بقلم خود۔

۵۲۸۱ع - منکہ اقبال خاتون زوجہ چودھری فتح محمد صاحب ٹبالوی قوم راعی عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۴ جولائی ۱۹۳۴ء ساکن ٹبالہ۔ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے:۔

(۱) کڑے طلائی ایک جوڑی وزنی سات تولہ ۳ ماشہ قیمت تخمیناً -/-/۲۶۱ روپے

(۲) ہار طلائی ایک عدد وزنی آٹھ تولہ ۵ ماشہ معہ نگ تخمیناً -/-/۳۱۹ روپے۔

(۳) کلپ طلائی ایک عدد وزنی ۸ ماشہ مع نگ قیمتی تخمیناً -/-/۲۴ روپے۔

(۴) کلپ طلائی ایک عدد وزنی ۲ ماشہ ۷ رتی مع نگ قیمتی -/-/۹ روپے

(۵) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزنی ۶ ماشہ مع نگ قیمتی -/-/۱۷ روپے

(۶) انگوٹھی طلائی تین عدد وزنی ۸ ماشہ مع نگ قیمتی -/-/۲۴ روپے

(۷) گھڑی ایک عدد قیمتی -/-/۱۵ روپے

(۸) نقد و اشیائے متفرق شرعی مہر اسمیں شامل ہے۔ -/-/۱۰۱ روپے۔ کل -/-/۷۷۰ روپے۔

مذکورہ بالا میزان -/۷۷۰ روپے کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ -/-/۷۷ روپے بنتے ہیں۔ جو کہ میں انشاء اللہ اپنی زندگی میں ادا کردوں گی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے وقت مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بطور قیمت مندرجہ بالا جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم وصیت کردہ حصہ کی قیمت سے منہا سمجھی جائے گی۔

الامۃ:۔ اقبال خاتون بقلم خود۔ گواہ شد فتح محمد عفی عنہ خاوند موصیہ مری روڈ راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ محمد اسماعیل عفی عنہ سکرٹری وصایا راولپنڈی۔

۵۲۸۴ع - منکہ ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد ولد سید ضیاء اللہ احمد قوم سادات پیشہ ڈاکٹری عمر چوراسی سال تاریخ بیعت ۱۸۹۲ء ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ جون ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد دو الماریاں قیمتی دس روپے اور کچھ کتابیں قیمتی پندرہ روپے ہیں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کرتا ہوں۔ اگر آئندہ کوئی جائیداد پیدا کروں۔ یا کسی دوسرے ذریعہ سے اس کا حق مجھ کو ملے۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔ میرے وارثان اس وصیت کے پابند ہونگے۔ اس کے علاوہ سرکار نظام سے مبلغ ۱۹۰ سکہ عثمانیہ ماہانہ وظیفہ ملتے ہیں۔ اس آمد پر میرا گزارہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کو بھی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور وصیت کی رقم ماہ بماہ تازیست ادا کرتا رہوں گا۔

العبد۔ سید ظہور اللہ احمد سول سرجن گواہ شد حبیب اللہ خاں ولد ذو الفقار علی خاں گواہ شد۔ محمد ابراہیم ولد محمد جمال۔

۵۲۸۶ع - منکہ حسن بی بی زوجہ عبد الحکیم قوم مغل عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن کشمیر حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۱۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(۱) حق مہر بذمہ خاوند -/-/۲۰۰

(۲) زیورات بندے قیمتی -/-/۲۰

-/-/۲۲۰ روپے

اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میرے فوت ہونے کے بعد اگر میری اور جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ حسن بی بی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ استانی فاطمہ بیگم نصرت گرلز سکول قادیان دار الرحمت۔ گواہ شد:۔ سعیدہ بیگم اہلیہ بابو وزیر محمد صاحب۔

۵۲۸۸ع - منکہ عائشہ بیوہ ابراہیم خاں قوم پٹھان عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن ویرووال ڈاکخانہ خاص ضلع امرت سر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۸/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد بروئے حصہ شرعی قریباً ۱۷ بیگھہ اراضی رقبہ گڑھی شاہی تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر ہیں مع ۱/۱۶ حصہ مکان ہوتی ہے۔ جسے میرے پسران تسلیم کرتے ہیں۔ جو احمدی ہیں۔ جن میں عبد الواحد خاں اور عبد المجید خاں موصی ہیں۔ اراضی مذکور کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ -/-/۲۷۰ روپیہ ہوتا ہے۔ اراضی مذکور کی سالانہ آمد اوسطاً -/-/۸۵ روپیہ ہے۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ تعالےٰ ادا کرتی رہوں گی۔

الامۃ۔ مسماۃ عائشہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد عبد المجید خاں پسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ شیخ عابد علی سکرٹری تحریک جدید دار التبلیغ ویرووال افغاناں۔

مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف متدائرہ دعویٰ میں امور تنقیح

۲ / جنوری کو عدالت سینئر سب جج صاحب گورداسپور میں مدعیان چودھری فضل احمد صاحب۔ شیخ عبد القادر صاحب۔ چودھری مختار احمد صاحب معہ چودھری عصمت اللہ خاں صاحب ایڈووکیٹ حاضر ہوئے۔ گورنمنٹ کی طرف سے جواب دعویٰ میں ابتدائی عذرات اٹھائے گئے۔ مدعیوں کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا۔ اور حسب ذیل تنقیحات وضع ہوئیں:۔

(۱) کیا دعویٰ استقراریہ واقعات مندرجہ عرضی دعویٰ کی بناء پر نہیں چل سکتا۔ (بار ثبوت مدعا علیہم پر)

(۲) کیا مسٹر ڈی۔ جی کھوسلہ آئی سی۔ ایس کے خلاف دعویٰ بوجہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ممنوع السماعت نہیں ہے۔ (بار ثبوت بذمہ مدعیان)

(۳) کیا گورنمنٹ کے خلاف دعویٰ نہیں چل سکتا۔ (بار ثبوت بذمہ گورنمنٹ)

(۴) مسٹر ڈی۔ جی کھوسلہ کے مقدمہ کی بناء دعویٰ کے متعلق ہائیکورٹ کے فیصلہ کا کیا اثر ہے۔ (بار ثبوت بذمہ گورنمنٹ وغیرہ مدعا علیہم) عدالت جناب سینئر سب جج بہادر گورداسپور نے مقدمہ کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ۲ / فروری کا سارا دن اس مقدمہ کی بحث کے لئے مقرر کردیا ہے۔

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست بیعت کنندگان بیرون ہند از ۱۱۱۲ تا ۱۲۰۰ تا مورخہ ۱۵ر دسمبر ۹۳۸ء

No:	Name	Distt.
1112	Adam S/o Bahani	Salt pond
1113	Sarah D/o Kofie appial	"
1114	Abdullah S/o Afadzi	"
1115	Hawa D/o. Kwamin Eson	"
1116	Ali S/o Kobina atta	"
1117	Mohammad S/o. Kofie akom	"
1118	Abubekr S/o Kojo Besu	"
1119	Maryam D/o "	"
1120	Hajira "	"
1121	Haruna	"
1122	Maryam D/o Akusah	"
1123	Abdul Azize sahib	"
1124	Yaqub S/o. Sethe opai	"
1125	Habeeba D/o Saeed Egyir	"
1126	Maryam D/o. Kofie Mdoh.	"
1127	Fatima ×	"
1128	Amina ×	"
1129	Abdullah Sahib	"
1130	Sakeena D/o Kwesi Tisma	"
1131	Fatima " Ambawi	"
1132	Musa S/o Kojo Edua	"
1133	Saeed D/o. Kwagyir anyi	"
1134	Alisa Sahiba	"
1135	Easa s/o. Kofie Mbir	"
1136	Hawa D/o Easa nymanse	"
1137	Usman S/o. akra Kwen.	"
1138	Ali " Latay Kwishi	"
1139	Sara D/o. Otabil	"
1140	Fatima " Kweku Munka	"
1141	Hawa D/o. Kojo Atta	"
1142	Adam S/o. Kwesi Bahu	"
1143	Musa " Kwanim Kah	"
1144	Madina D/o. Kojo sanfo	"
1145	Adam S/o. neindon	"
1146	Maryam D/o. Tekyi mensah	"
1147	Hawa D/o. Kwesi munko	"
1148	Yaqub s/o. odaafa	
1149	Ismail " james acquah	"
1150	Alisa D/o. Kweku adie	"
1151	Madina D/o. Kofie Yamua	"
1152	Rahmat s/o. Kwamin yuoi	Salt pond
1153	Hakeem s/o. Kwesi nyami	"
1154	Ayesha D/o. Kweku Adee	"
1155	Zakariyya. S/o. Kwamin Entwi	"
1156	Suleman	"
1157	Zakariyya S/o Kwamin Edufal	"
1158	Buker s/o Kojo adam.	"
1159	Hawa D/o. Yaw Ekuma	"
1160	Sara " Kojo Kamtu	"
1161	Omai s/o. Easa	"
1162	Maryam D/o. Kwesi Kama	"
1163	Amina " " afwefwe.	"
1164	Hawa D/o. Kobina donkeh	"
1165	Nansata D/o. Kobina Tannob	"
1166	Ibrahim s/o. Easa	"
1167	Medina D/o. Ali	"
1168	Adam s/o. Ali	
1169	Yansr " Easa	"
1170	Musa " Ali	"
1171	Mohd " Easa	"
1172	Sakeena D/o. Easa.	"
1173	Ayyub Sahib	"
1174	Dawood s/o. Kojo Hawa	"
1175	Abdur Rahman s/o. Simon. P. Brown	"
1176	Mohammad Sahib	"
1177	Ayyub Sahib	"
1178	Fatima D/o. akonanyin	"
1179	Medina D/o. Kobina amash	"
1180	Ali s/o. Kojo Esenu	"
1181	Abdul Hakeem s/o. Kobina gyakye	"
1182	Eusa s/o. Kojo Eda.	"
1183	Ahmad s/o. Yabia	"
1184	Salamat D/o Kofie Hensab	"
1185	Sara D/o. Kwesi fosa	"
1186	Husana " A.M. Easa	"
1187	Adam s/o. Kwesi appoo	"
1188	Salman s/o. T.B.N. Commey	"
1189	Alhasan " T.B. Yoman	"
1190	Amina D/o. Saeed ayyir	"
1191	Amina D/o. Kwesi Bondom.	"
1192	Abu Bakari s/o. A.S.B. wamab	"
1193	Fazal Rahman s/o. Kwamin	"
1194	Hawa D/o. Kweku Fodzi	"
1195	Abu Bekr sadique s/o. Kofie amponesh.	"
1196	Yaqub s/o. Kojo Baa	"
1197	Abubekr s/o. Yaw Adam.	"
1198	Suleman " Kofie Baa	"
1199	Abdul Aziz s/o. Alhaj Ibrahim	"
1200	Mohammad s/o Bukari	"

(والسلام خاکسار ملک صلاح الدین پرائیویٹ سکرٹری خلیفۃ المسیح الثانی قادیان دارالامان)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)